No. 10 400

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Friday, the 23rd August, 1974

(Contains Nos. 1–21)

CONTENTS

Pages

1. Written Answers Read out by the Witness 1244-1245
2. Record of Proceedings of the Special Committee 1245-1246
3. Cross-examination of the Qadiani Group Delegation 1246-1265
4. Introduction of Extraneous Matters by the Witness 1265-1267
5. Cross-examination of the Qadiani Group Delegation—*(Continued)* 1267-1341

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD
PUBLISHED BY THE NATIONAL BOOK FOUNDATION, ISLAMABAD

No. 10

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE
HELD IN CAMERA
TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Friday, the 23rd August, 1974

(Contains Nos. 1–21)

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE
HELD IN CAMERA

Friday, the 23rd August, 1974

The Special Committee of the Whole House met in camera in the Assembly Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at half past five of the clock, in the afternoon, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

Malik Mohammad Suleman: Mr. Chairman, Sir.

Mr. Chairman: Sahibzada Safiullah.

WRITTEN ANSWERS READ OUT BY THE WITNESS

صاحبزادہ صفی اللہ: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: (ملک محمد سلیمان سے) ان کے بعد۔

صاحبزادہ صفی اللہ: ۔۔۔۔کہ پہلے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ مرزا ناصر احمد صاحب اپنی طرف سے لکھا ہوا بیان نہیں پڑھے گا، یعنی اگر وہ کوئی حوالہ دے بشیر الدین محمود کا یا مرزا غلام احمد کا، تو اس کتاب کے اقتباس کو پیش کرے گا۔ لیکن کل ہم نے دیکھا کہ وہ اپنی طرف سے سفید کاغذ سے بیانات پڑھ رہے تھے اور ان کی طرف منسوب کر رہے تھے، یعنی اس کا پتہ نہیں چلتا تھا کہ واقعی مرزا غلام احمد کا ہے یا مرزا بشیر الدین کا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان غیر متعلقہ بحثوں کو یہاں وہ چھیڑنا چاہتے ہیں، یعنی اٹارنی جنرل اگر چھوٹا سا سوال کرتے ہیں تو ساری وہ تواریخ اور اپنی صفائی میں وہ بیانات دیتے ہیں، وہ سفید کاغذ پر لکھے ہوئے بیانات دیتے ہیں۔ تو اس سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ واقعی اقتباسات ہیں یا ان کی کتاب سے۔۔۔۔

جناب چیئرمین: (سیکرٹری سے) ان کو بلا لیں اور باہر بٹھا دیں۔ دو منٹ لگیں گے۔ جی!

صاحبزادہ صفی اللہ: ۔۔۔۔ یہ ان کی کتابوں کے اقتباسات ہیں یا اپنی طرف سے ہیں۔ جس طرح سے ان کا خاص طریقہ ہے، وہ ہیرا پھیری سے کام لیتے ہیں۔ ابھی کچھ اس طرح کے کام وہ کرتے ہیں۔ تو آپ اس کا نوٹس لیں اور آپ دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، آج انشاءاللہ Cut-short کریں گے۔ اور اب دس دن سے یہ پروسیجر چل رہا ہے اور اس میں کافی کوشش کی جا رہی ہے کہ کسی طریقے سے اس کو مختصر کیا جائے،

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو حوالہ جات ہیں، آپ کسی پر اپنی explanation دینا چاہتے ہیں، وہ لکھ کے دے دیں، ہم evidence میں اس کو پڑھ لیں گے۔

صاحبزادہ صفی اللہ: کل وہ ایک کاغذ پڑھ رہے تھے جس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ ہم نے نہیں بلکہ دوسرے مسلمانوں نے چراغ روشن کیئے سلطنت عثمانیہ کے زوال کے موقع پر، اور وہ اپنی طرف سے ایک بیان پڑھ رہے تھے کہ فلاں مسلمانوں نے، فلاں یہ چراغاں کیا، وہ چراغاں کیا۔ تو آپ اس طرف کچھ توجہ فرمائیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی ٹھیک ہے۔

صاحبزادہ صفی اللہ: وہ اقتباسات پیش نہ فرمائیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، اس کا بھی جواب سوچ رکھیں۔

ملک محمد سلیمان: جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین: جی، جی۔

ملک محمد سلیمان: یہ ہمیں تین کاپیاں رپورٹنگ کی ملی ہیں، پانچ، چھ اور دس کی۔

جناب چیئرمین: ہاں۔

ملک محمد سلیمان: جہاں تک یہ چھ اور دس کی رپورٹنگ کا تعلق ہے، اس پر یہ لکھا ہے کہ:

> "Report of the proceedings of Special Committee of the Whole House, held in Camera, on Tuesday, the 6th August, 1974, to consider the Ahmadiyya Issue".

یہ ‘‘احمدیہ ایشو’’ نہیں ہے۔ یہ ‘‘قادیانی ایشو’’ ہے تو یہ correction کی جائے کیونکہ اس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اور یہ بالکل غلط ہے۔ یہ قادیانی ایشو ہے۔

جناب چیئرمین: بہت اچھا۔

ملک محمد سلیمان: اس کو قادیانی ایشو Treat کیا جائے۔ یہ ہم نے کبھی فیصلہ نہیں کیا کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: بہت اچھا۔

ملک محمد سلیمان: ۔۔۔ یہ احمدیہ ایشو ہے۔

جناب چیئرمین: اچھا، We will amend it according to our resolutions

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: ریزولیوشن تو کیونکہ دونوں پیش ہوئے تھے ناں۔ سر! وہ میرے خیال میں ٹھیک فرما رہے ہیں۔

ملک محمد سلیمان: ریزولیوشن تو amend ہونا چاہیئے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: ریزولیوشن ہمارا بھی پیش ہوا تھا۔ اس میں تھا "قادیانی ایشو" وغیرہ یہ صحیح فرما رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: اچھا، جی، ٹھیک ہے جی۔

(سیکرٹری سے) بلائیں جی۔

(The Delegation entered the Chamber)

Mr. Chairman: Yes, Mr. Attorney-General.

CROSS-EXAMINATION OF THE QADIANI GROUP DELEGATION

Mr. Yahya Bakhtiar (Attorney-General of Paksitan): Sir, Mirza Sahib has to continue his reply.

مرزا ناصر احمد (گواہ سربراہ جماعت احمدیہ، ربوہ): جی۔ شروع کردوں؟

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی۔

مرزا ناصر احمد: ایک ہماری تاریخ کا اہم زمانہ ۱۹۳۰ء کے قریب کا ہے جب سائمن کمیشن یہاں آیا تھا اور اس نے اپنی رپورٹ ایک تیار کی تھی۔ اس میں گول میز کانفرنس کا اعلان کیا گیا تھا۔ اور اس موقع پر ہمارے خلیفہ المسیح الثانی نے اس پر بھی اپنی طرف سے مسلمانوں کو اکٹھا ہو کے اور سیاسی، متحد سیاسی محاذ قائم کرنے کی اپیل کی تھی اور اس پر ایک جامع اور مانع تبصرہ لکھا گیا تھا آپ کی طرف سے۔ اس میں جو یہ تاریخ کا ایک ورق ہے، تبصرہ بھی ہو گا یا میں بھجوا دوں گا۔ میں نے جو حوالے لکھے ہیں، ان میں ایک۔۔۔ آپ کا وقت بچانے کے لیے، کیونکہ کچھ ایسے عنوان ہیں جن میں وقت زیادہ خرچ ہو گا۔

’’سیاست‘‘ لاہور نے لکھا:

> ’’اس وقت کے مذہبی اختلافات کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب بشیر الدین محمود احمد صاحب نے میدان تصنیف و تالیف میں جو کام کیا ہے، وہ بلحاظ ضخامت و افادہ پر تعریف کا مستحق ہے۔ (یہ تو ویسے ہی ہے)۔ اور سیاسیات میں اپنی جماعت کو عام مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو چلانے میں آپ نے جس اصول عمل کی ابتدا کر کے، اس کو اپنی قیادت میں کامیاب بنایا ہے، وہ بھی ہر منصف مزاج مسلمان اور حق شناس انسان سے خراج تحسین وصول کر کے رہتا ہے‘‘۔

یہ ’’سیاست‘‘ نے اس تبصرہ پر لکھا کہ۔۔۔ بہت سے اس میں ہیں حوالے، وہ دے دیں گے۔ میں نے اسی واسطے کہا کہ یہ عنوان ایک مختصر سا ہے۔

یہ قضیۂ فلسطین۔ یہ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۸ء تک یہ آیا ہے دنیا کے سامنے، بلکہ اس سے بھی کچھ پہلے، کیونکہ مجھے یاد ہے آکسفورڈ میں اس مضمون پر، مذاکرات میں بعض دفعہ مجھے بھی حصہ لینا پڑا ہے۔ اس میں خلیفہ ثانی نے ایک تو لکھا: ’’الکفر ملۃ واحدۃ‘‘ اس کا عربی کا ہے۔ اور تمام ان ممالک میں بھجوایا گیا جن کا ان کے ساتھ تعلق تھا اور جو دلچسپی لینے والے تھے، عرب ممالک جو

ہیں۔ انگلستان میں اس کے متعلق کوشش کی گئی، حضرات امام جماعت احمدیہ کی قیادت میں، احمدیہ پریس اور مبلغین کی تمام ہمدردیاں مسئلہ فلسطین کے بارے میں مسلمانان عالم کے ساتھ تھیں، چنانچہ اخبار "South Western Star" نے ۲۳ر فروری، ۱۹۳۹ء کی اشاعت میں لکھا:

> ''عیدالاضحیٰ کی تقریب پر مسجد احمدیہ لندن میں ایک جلسہ ہوا اور لیفٹیننٹ کرنل سر فرانس ینگ ہسبنڈ کی صدارت میں امام شمس نے حکومت کو انتباہ کیا (انگریز حکومت کو) کہ فلسطین میں یہودیوں کا تعداد میں عربوں سے بڑھنا اور ان پر چھا جانے کا خیال سخت خوفناک ہے، یہ کبھی برداشت نہیں کیا جائے گا۔ برطانیہ حکومت کو اس کا منصفانہ حل تلاش کرنا ہوگا''۔

یہ ''الکفر ملۃ واحدۃ'' یہ ایک اچھا لمبا ہے، وہ اس کو تو میں اس وقت نہیں لوں گا۔ یہ اس میں آپ نے فرمایا:

> ''امریکہ اور روس جو ایک دوسرے کے دشمن ہیں، اس مسئلہ میں متحد اس لیے ہیں کہ وہ اسلام کی ترقی میں اپنے ارادوں کی پامالی دیکھتے ہیں۔ (یہ فلسطین کے سلسلے میں کا ہے۔) فلسطین ہمارے آقا و مولا کی آخری آرام گاہ کے قریب ہے۔ حضورؐ کی زندگی میں اکثر جنگیں، یہود کے اکسانے پر ہوئیں۔ اب یہودی، عرب میں سے عربوں کو نکالنے کی فکر میں ہیں یہ معاملہ صرف عربوں کا نہیں۔ سوال فلسطین کا نہیں، سوال مدینہ کا ہے۔ سوال یروشلم کا نہیں، خود مکہ مکرمہ کا ہے۔ سوال زید اور بکر کا نہیں، سوال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا ہے۔ کیا مسلمان اس موقع پر اکٹھا نہیں ہوگا؟ آج ریزولیوشنز سے کام نہیں ہو سکتا، آج قربانیوں سے کام ہو گا۔ پاکستان کے مسلمان حکومت کی توجہ اس طرف دلائیں کہ ہماری جائیدادوں کا کم سے کم ایک فی صد حصہ اس وقت لے لے۔ اس طرح اس وقت ایک ارب

> روپیہ اس غرض کے لیے جمع کر سکتی ہے۔ (یعنی، مسلمانوں کا علیحدہ فنڈ) جو اسلام کی موجودہ مشکلات کا بہت کچھ حل ہو سکتا ہے"۔

شام ریڈیو نے "الکفرۃ ملۃ واحدۃ" کا خلاصہ ریڈیو پر شائع کیا۔ اخبار "النخطہ" زیر عنوان "مطبوعات"۔۔۔ اس میں میں ترجمہ پڑھ رہا ہوں:

> "السید مرزا محمد احمد صاحب کا خطبہ ملا۔ اس خطبہ میں خطیب نے تمام مسلمان کو دعوت اتحاد دی ہے اور فلسطین کو یہودیت، صہونیت سے نجات دلانے کے لیے ٹھوس اقدامات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ نیز اہل پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فلسطین عربوں کی فوری اعانت کریں"۔

اخبار "صوت لاصرار" نے اس کے اوپر یہ تبصرہ لکھا ہے۔۔۔ "الکفر ملۃ واحدۃ" پر:

> "امام جماعت احمدیہ نے اپنے لیکچر میں، پوری قوت سے عالم صہونیت پر حملہ کیا۔ اس لیکچر کا خلاصہ یہ ہے کہ سامراجی استعمار سے آزادی اور نجات اتحاد اور تعاون کے بغیر ممکن نہیں"۔

اخبار "الشوّرہ" بغداد نے لکھا، ۱۸ر جون، ۱۹۴۸ء کو:

> "حضرت مرزا محمود احمد صاحب کے مضمون کا عنوان ہے "الکفر ملۃ واحدۃ" جن احباب نے یہ مفید ٹیکسٹ شائع کیا ہے ہم ان کی اسلام غیرت اور اسلامی مساعی پر شکریہ ادا کرتے ہیں"۔

یہ کچھ ہیں عنوان۔ ایک چھوٹا سا نوٹ (وفد کے ایک رکن کی طرف اشارہ کر کے) ان صاحب سے بھی لکھوایا ہے۔ یہ صاحب چھ سال وہاں رہے ہیں، فلسطین میں۔ تو یہ ایک صفحہ کا ہے، ڈیڑھ صفحے کا ہے چھوٹا سا ایک منٹ کا:

> "جماعت احمدیہ کا فلسطین میں مارچ، ۱۹۲۸ء میں تبلیغی مشن قائم ہوا۔ اس وقت فلسطین میں قریباً تین ہزار پادری عیسائیت کی تبلیغ کر رہے تھے اور اطراف ملک میں ان کے متعدد مشن موجود تھے۔ احمدیہ مشن کی طرف سے عیسائی پادریوں سے

مناظرات ہوئے۔ ان کے اسلام پر اعتراضات کے جواب میں کتب و اشتہارات شائع ہوتے رہے۔ پھر باقاعدہ ایک ماہنامہ ''البشرہ'' بھی جاری ہوا، ۱۹۳۳ء میں۔ اس مشن کی طرف سے یہودیوں کو دعوت اسلام کے لیے عبرانی میں بھی لٹریچر شائع کیا گیا۔ یہ مشن روز اول سے مقامی مسلمانوں کو اسرائیل کے آنے والے خطرہ سے اسرائیل بننے سے بھی قبل آگاہ کرتا رہا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک مبسوط مضمون ''الکفر ملة واحدہ'' شائع ہوا جس میں سب مسلمانوں کو متحد ہو کر اس خطرہ کا مقابلہ کرنے کی دعوت دی گئی۔ اس مضمون کی عرب ممالک کے تمام اخبارات نے تائید کی۔ ۲۶ر مئی، ۱۹۴۸ء کو مسلمانان عالم کی مخالفت کے باوجود امریکہ، انگلستان اور روس کی تائید سے اسرائیل بن گیا۔ اس موقع پر فلسطین کے چھ، سات لاکھ باشندوں کو شام، اردن، لبنان اور دیگر بلاد عربیہ میں ہجرت کرنی پڑی۔ اس وقت حیفہ، طیدہ اور دیگر دیہات کے ہزاروں احمدیوں نے بھی شام اور اردن میں ہجرت کی اور آج تک جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس وقت اسرائیل میں قریباً تین لاکھ سے زائد عام مسلمان اور ہزاروں احمدی مسلمان موجود ہیں۔ مسلمانوں کی المجلس اسلامی الاعلیٰ بیت المقدس میں ہے۔ ان کے فیصلے مسلمان قاضی کرتے ہیں۔ جو احمدی اسرائیل میں ہیں اور ہجرت نہیں کر سکے وہ اپنے خرچ پر احمدیہ مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور یہود و نصاریٰ کو دعوت اسلام دی جا رہی ہے۔ احمدیوں کے اسرائیل میں سارے مسلمانوں سے باہمی تعلقات نہایت اچھے ہیں۔ اس مشن کے پہلے مبلغ۔۔۔''

چھوڑتے ہیں، یہ بھی اس کے اندر آجائے گا۔

۱۹۴۶ء میں انڈونیشیاء کی تحریک آزادی کا سوال جب اٹھا تو اس وقت بھی جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثانی نے ان کے حق میں آواز اٹھائی۔ یہ جو حوالہ ہے اس کو میں چھوڑتا ہوں۔

جس وقت آزادی ہند اور قیام پاکستان کے لیے حالات پیدا ہوئے تو اس وقت آزادی کے متعلق یعنی انگریزی حکومت سے آزادی حاصل کرنے کی مساعی اور کوشش میں جماعت احمدیہ نے بڑا کردار ادا کیا۔ جو آزادی ہند کے متعلق کوشش تھی اس کے متعلق مشہور اہلحدیث عالم جناب مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری نے یہ الفاظ لکھے:

> ''یہ الفاظ کس جرأت اور حیرت کا ثبوت دیتے ہیں کہ کانگریسی تقریروں میں اس سے زیادہ نہیں ملتے۔ چالیس کروڑ ہندوستانیوں کو غلامی سے آزاد کرانے کا ولولہ جس قدر خلیفہ جی کی اس تقریر میں پایا جاتا ہے وہ گاندھی جی کی تقریر میں بھی نہیں ملے گا''۔

یہ امرتسر، ''اہلحدیث''، امرتسر، ۶ر جولائی، ۱۹۴۵ء پر یہ آیا ہے۔

پھر جب مسلم لیگ کے بننے کا سوال پیدا ہوا تو اس وقت مثلاً جو خضر تھے یہ ایک وقت میں ڈھٹائی سی ان کی طبیعت میں پیدا ہو گئی۔ اور وہ مسلم لیگ کے لیے کام کرنا تو علاوہ وہ اپنے عہدے کو چھوڑنے کے لیے بھی تیار نہیں تھے۔ تو جماعت کے بعض دوستوں کے ساتھ ان کے تعلقات تھے جن میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بھی تھے۔ ان پر زور ڈال کر ان سے استعفیٰ دلوایا گیا۔ اور ہندو اخباروں نے جماعت کے اوپر اس وقت یہ اعتراض کیا کہ یہ اس قسم کی حرکتیں کر رہے ہیں۔

یہ منیر کمیٹی نے۔ بہت سارے حوالے میں نے چھوڑ دیئے ہیں۔۔۔ یہ منیر کمیٹی کی جو رپورٹ ہے اس کے یہ دو فقرے، تین فقرے جو ہیں، دلچسپ ہیں ہم سب کے لیے:

''عدالت ہذا کا صدر۔۔۔''

نہ یہ باؤنڈری کمیشن جو تھا اس کا:

''عدالت ہذا کا صدر جو اس باؤنڈری کمیشن کا ممبر تھا۔۔۔''

نہیں نہیں، یہ منیر کمیٹی کا ہے، وہ منیر تھے ناں وہاں، یہ اس وقت کی بات کر رہے ہیں:

> ’’۔۔۔ بہادرانہ جدوجہد پر شکر و اطمینان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے گورداسپور کے معاملہ میں مسلمانوں کی نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں۔‘‘

یہ منیر کی رپورٹ میں ہے۔

یہ محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کا بھی ہے۔ عنوان۔ ایک اقتباس ہے۔ یہ کتاب ہمارے ایک مشہور ہیں عالم، مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی، احمدی نہیں، یعنی دوسرے مسلمانوں میں سے، ان کا یہ اقتباس ہے، دلچسپ:

> ’’میرے ایک مخلص دوست کے فرزند ارجمند لیکن گستاخ، حافظ محمد صادق سیالکوٹی نے احمدیوں کے مسلم لیگ سے موافقت کرنے کے متعلق اعتراض کیا اور ایک امرتسری شخص نے بھی پوچھا ہے۔ تو ان کو معلوم ہو کہ اول تو میں احمدیوں کی شرکت کا ذمہ دار نہیں ہوں۔۔۔‘‘

ان ہی پر اعتراض ہو گیا تھا ناں:

> ’’۔۔۔ کیونکہ میں نہ مسلم لیگ کا کوئی عہدیدار ہوں اور نہ ان کے اور نہ کسی دیگر کے ٹکٹ پر ممبری کا امیدوار ہوں کہ اس کا جواب میرے ذمے ہو۔ دیگر یہ ہے کہ احمدیوں کا اس اسلامی جھنڈے کے نیچے آجانا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ احمدی لوگ کانگریس میں تو شامل ہو نہیں سکتے کیونکہ وہ خالص مسلمانوں کی جماعت نہیں ہے۔ اور نہ احرار میں شامل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ سب مسلمانوں کے لیے نہیں۔ بلکہ صرف اپنی احراری جماعت کے لیے لڑتے ہیں، جن کی امداد پر کانگریسی جماعت ہے۔ اور

حدیث ''الدین النصیحۃ'' کی تفسیر میں خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عامۃ المسلمین کی خیرخواہی کو شمار کیا ہے۔ ہاں، اس وقت مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو خالص مسلمانوں کی ہے۔ اس میں مسلمانوں کے سب فرقے شامل ہیں۔ پس احمدی صاحبان بھی اپنے آپ کو ایک اسلامی فقہ جانتے ہوئے اس میں شامل ہوگئے جس طرح کہ اہلحدیث اور حنفی اور شیعہ وغیرہ شامل ہوگئے۔ اور اس امر کا اقرار کہ احمدی لوگ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہیں۔ مولانا ابوالکلام کو بھی ہے۔ ان سے پوچھیئے اگر، وہ انکار کریں گے تو ہم ان کی تحریروں میں دکھادیں گے۔''

پھر ۱۹۴۷ء میں۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: جی، یہاں آنے کے بعد، Partition کے بعد!

مرزا ناصر احمد: لاہور میں پاکستان کے روشن مستقبل کے لیے، امام جماعت احمدیہ، کے چھ لیکچرز ہیں جو اس وقت بڑے مقبول ہوئے۔ اس کو پڑھنے کی بجائے میں سارا یہاں رکھ دیتا ہوں۔

اب رہا۔۔۔ بڑا عجیب سا میرے نزدیک ہے وہ سوال۔۔۔ اکھنڈ ہندوستان۔ اس زمانہ کے حالات پر بہت سارے ہیں، اور چونکہ میں دے دوں گا حوالے میں تھوڑی سی، مختصر سی بتانا چاہتا ہوں۔

اس زمانے کے حالات یہ تھے، میرے نزدیک، کہ انگریز ہندوستان کو آزادی دینے کے لیے تیار ہوگیا۔ اور مسلمانوں کی کوئی ایسی تنظیم موجود نہیں تھی جو مسلمانوں کی نمائندگی میں ان کے حقوق کی پوری طرح حفاظت کر سکے۔ مسلم لیگ جو ہے وہ تو بعد میں اپنے زور پر آئی۔ سوال اکھنڈ ہند۔۔۔ میرے نزدیک اس زمانے میں، سوال اکھنڈ ہندوستان کا نہیں تھا، نہ پاکستان کا

سوال تھا، سوال یہ تھا۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ صحیح اعداد و شمار میں حاصل نہیں کر سکا، اس شخص کو کہا تھا۔۔۔ سارے ہندوستان میں، میرا خیال ہے کہ غالبًا کوئی بارہ، چودہ کروڑ مسلمان ہو گا۔ مگر۔۔۔ میری تصحیح کر دیں یہاں۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: کس زمانے کی بات کر رہے ہیں آپ؟

مرزا ناصر احمد: میں، یہی سمجھے کچھ تیس چالیس کے درمیان۔

جناب یحییٰ بختیار: سات آٹھ کروڑ کے لگ بھگ۔

مرزا ناصر احمد: ٹوٹل؟

جناب یحییٰ بختیار: جی ہاں۔ پاکستان بننے کے کچھ دن کے بعد یہ کہتے تھے one hundred million مسلمان ہیں۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، ہم کتنے ملین وہاں چھوڑ کے آئے تھے کتنے کروڑ ہندوستان میں رہ گیا؟

جناب یحییٰ بختیار: ابھی آج کل ۹ کروڑ ہیں۔ اس زمانے میں تین چار کروڑ تھے۔

مرزا ناصر احمد: اس زمانے پانچ، چھ کروڑ تھا، سات کروڑ۔ بس یہی فگرز میرے ذہن میں نہیں تھیں۔ ہیں جی؟ چار کروڑ؟

جناب یحییٰ بختیار: چار کروڑ۔

مرزا ناصر احمد: چار کروڑ۔ تو کل دس کروڑ کے قریب بنے ناں سارے مسلمان، دس گیارہ تو اس وقت سوال یہ تھا کہ یہ دس کروڑ مسلمان جو ہندوستان میں بستے ہیں، جن کا اپنا کوئی مضبوط شیرازہ نہیں، ان کی حفاظت، ان کے حقوق کی حفاظت کس طرح کی جائے۔ اس وقت مسلمان دو School of thought دو نظریوں میں آ گئے۔

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! یہاں جو ہے ناں، آپ کہتے ہیں اس وقت ۱۹۳۰ء اور ۱۹۴۰ء جو ہے، بہت بڑا عرصہ ہے کوئی خاص ایسا عرصہ متعین کریں۔۔۔

مرزا ناصر احمد: میری مراد وہ ہے جب انگلستان تیار ہو گیا آزادی دینے کے لیے۔

جناب یحییٰ بختیار: انگلستان تو کبھی بھی تیار نہیں تھا، جہاں تک میرا خیال ہے، جنگ ختم ہو گئی، اس کے بعد۔۔۔

مرزا ناصر احمد: جب عقلمندوں نے یہ سونگھا کہ کوشش کی جائے تو ہم آزاد ہو سکتے ہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، جنگ ختم ہو گئی، اس کے بعد کی بات ہے۔ یہ اس وقت کے زمانے میں تو کوئی سوال ہی نہیں تھا۔

مرزا ناصر احمد: سائمن کمیشن یہ وہ۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، نہیں، وہ تو۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ۔۔۔یعنی آزادی کی طرف قدم اٹھ رہا تھا۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، وہ تو مراعات کہہ لیں۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: بہر حال میں تو اپنا عندیہ بتا رہا ہوں۔

جناب یحییٰ بختیار: ۔۔۔concession کہہ لیں آپ۔

مرزا ناصر احمد: ایک زمانہ ایسا آیا۔۔۔ کوئی زمانہ لے لیں آپ۔۔۔ جب تمام مسلمانانِ ہند کے حقوق کی حفاظت کا سوال تھا۔ اس وقت مسلمانانِ ہند دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک کا خیال یہ تھا کہ سارے ہندوستان کے مسلمان اکٹھے رہیں تو ان کے حقوق کی حفاظت زیادہ اچھی ہو سکتی ہے۔۔۔ میں صرف out-line لے رہا ہوں۔۔۔ اور ایک کا خیال بعد میں یہ ہوا۔ ہاں، اس زمانے میں ہمارے قائداعظم محمد علی صاحب جناح کا بھی یہی خیال تھا کہ سارے مسلمان اگر اکٹھے رہیں تو ان کے حقوق کی حفاظت زیادہ اچھی طرح ہو سکتی ہے۔ چنانچہ یہ رئیس احمد جعفری نے لکھا ہے، ان کی کتاب میں سے لیا ہے، ۲۰۰ اور ۲۰۱ صفحے سے، قائداعظم کے متعلق انہوں نے لکھا ہے کہ:

''میں حیران ہوں کہ میری ملی خودداری اور وقار کو کیا ہو گیا تھا۔ میں کانگریس سے صلح ومفاہمت کی بھیک مانگا کرتا تھا۔ میں نے اس مسئلہ کے حل کے لیے اتنی مسلسل اور غیر منقطع مساعی کیں کہ ایک انگریز اخبار نے لکھا:

''مسٹر جناح ہندو مسلم اتحاد کے مسئلہ سے کبھی نہیں تھکتے''۔

لیکن گول میز کانفرنس (جس کا ابھی میں نے اوپر ذکر کیا) گول میز کانفرنس کے زمانے میں مجھے اپنی زندگی میں سب سے بڑا صدمہ پہنچا۔ (وہی لے لیں وقت)۔ جیسے ہی خطرے کے آثار نمایاں ہوئے۔ ہندوئیت دل و دماغ کے اعتبار سے اس طرح نمایاں ہوئی کہ اتحاد کا امکان ہی ختم ہو گیا۔ اب میں مایوس ہو چکا تھا۔ مسلمان بے سہارا اور ڈانواں ڈول ہو رہے تھے۔ کبھی حکومت کے یارانِ وفادار کی رہنمائی کے لیے میدان میں آموجود ہوتے تھے۔ کبھی کانگریس کی نیاز مندانہ (خصوصی ان کی) قیادت کا فرض ادا کرنے لگتے تھے۔ مجھے اب ایسا محسوس ہونے لگا کہ میں ہندوستان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا اور نہ ہندو ذہنیت میں کوئی خوشگوار تبدیلی کر سکتا ہوں اور نہ مسلمانوں کی آنکھیں کھول سکتا ہوں۔ آخر میں نے لندن ہی میں بود و باش کا فیصلہ کر لیا۔ پھر بھی ہندوستان سے میں نے تعلق قائم رکھا۔ اور چار سال کے قیام کے بعد میں نے دیکھا کہ مسلمان خطرے میں گھرے ہوئے ہیں۔ آخر میں نے رخت سفر باندھا اور ہندوستان پہنچ گیا۔ اور یہاں آنے کے بعد ۱۹۳۵ء میں، میں نے صوبائی انتخاب کے سلسلے میں صدر کانگریس سے مفاہمت و مصالحت کے لیے گفت وشنید کی اور ایک فارمولا ہم دونوں نے مرتب کیا۔ لیکن ہندوؤں نے اسے منظور نہیں کیا اور معاملہ ختم ہو گیا۔''

تو اس وقت انہوں نے آپ ہی لکھا ہے کہ مفاہمت و مصالحت کی کوشش یہ کر رہے تھے۔ اس لیے کر رہے تھے کہ ان کے دماغ میں ۔۔ درد تھا مسلمان کا ان کے دلوں میں، ان بزرگوں

کے، اوران کی کوشش، ان کا خیال یہ تھا کہ سارے مسلمان، دس کروڑ جو اس وقت تھے۔۔۔ اب بڑھ گئے۔۔۔ اگر یہ اکٹھے رہیں ہندوستان میں، اور اپنے حقوق، دستوری طور پر constitutionally وہ منوا سکیں تو بہتر ہے۔ لیکن ہندوانہ ذہنیت نے اس چیز کو قبول ہیں کیا اور انہوں نے ایسا اظہار کیا گویا وہ مسلمانوں پر حکومت کرنا چاہتے ہیں، انہیں اپنی غلامی میں رکھنا چاہتے تھے۔ اس وقت دو حصوں میں ہو گئے مسلمان۔ ایک کے لیے پاکستان میں آنا ممکن ہی نہیں تھا عملاً وہ رہ رہے ہیں وہاں، اس وقت کئی کروڑ مسلمان وہاں ہندوستان میں بس رہے ہیں۔ اور ایک کے لیے ممکن ہو گیا۔ بعد کے حالات ایسے ہوئے۔ یہ جو کوشش تھی جس کی طرف جناح صاحب نے اشارہ کیا، یہ جماعت احمدیہ کی تھی ایک وقت میں۔ اگر سارے مسلمانان ہند اکٹھے رہیں تو وہ اپنے حقوق کی اچھی طرح حفاظت کر سکتے ہیں۔ جب پاکستان کے بننے کے آثار پیدا ہوئے تو وہ لوگ جو دوسرا نظریہ جو تھا وہ رکھتے تھے کہ سارے اکٹھے رہیں، یا وہ لوگ جن کو حکومت کانگریس نے خریدا ہوگا، کہا کچھ نہیں جا سکتا۔ میری طبیعت طبعاً حسن ظن کی طرف پھرتی ہے۔ بہرحال، انہوں نے اپنے لیے طاقت کا ایک چھوٹا سا سہارا۔۔۔ جماعت تو بہت چھوٹی سی ہے، کمزور یہ کیا کہ۔۔۔۔ یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا، جماعت میں کہ ”تم پاکستان کیوں جانا چاہتے ہو، تمہارے ساتھ تو یہ ہمیشہ سختی کرتے ہیں۔ افغانستان میں کیا ہوا، فلاں جگہ کیا ہوا“ اس وقت خلیفہ ثانی نے علی اعلان یہ کہا کہ اس وقت سوال یہ نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ کے مفاد کس جا ہیں، اس وقت سوال یہ ہے کہ مسلمانان ہند جو ہیں، وہ عزت کی زندگی کس طرح گذار سکتے ہیں، ان کے حقوق کی کس طرح حفاظت کی جا سکتی ہے۔ اگر بفرض محال جماعت احمدیہ کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے، پاکستان بننے کے بعد، جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو، تب بھی میں یہ کہوں گا کہ پاکستان بننا چاہیئے اور ہم ان کے ساتھ جائیں گے۔ کہیں انہوں نے یہ پروپیگنڈا کیا۔۔۔ میں خود شاہد ہوں میں نے وہ ۱۹۴۷ء کی وہ جو جدوجہد تھی، مسلم لیگ کے ساتھ بیٹھ کے، ان کی جو پارٹی تھی، شملہ میں بھی وہ جو ہو رہا تھا، ہاں، یہی جو اپنے بیٹھا ہوا تھا۔ کمیشن Partition کا، تو

شملہ میں بھی میں ساتھ رہا، ساتھ بیٹھے، ہم نے ساتھ کوششیں کیں۔ اس وقت نظر آ رہا تھا کہ یہ شرارت کر رہے ہیں۔ ہندو اس وقت بھی۔ ''ہم سے'' میری مراد ہے وہ ساری پارٹی، جو وہاں تھا۔ ہم نے ---تو یہ پہلے وقت میں پتہ لگ گیا تھا۔ اس تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں --- یا ان کے بد ارادے ہیں۔ وعدہ یہ کر رہے تھے۔ ریڈ کلف صاحب، جنہوں نے باقاعدہ اشارۃً یہ وعدہ کیا تھا کہ سارا گورداسپور اور فیروز پور کے اکثر حصے جو ہیں وہ پاکستان میں جائیں گے۔ لیکن وہاں ہمیں پتہ لگا کہ یہ دھوکہ بازی کر رہے ہیں اور وہاں جا کے اطلاع دی ---تو بالکل یک جان ہو کر اس مجاہدے میں، اس Fight میں، جو جنگ ہو رہی تھی، اس کے اندر شامل ہوئی جماعت۔ اور اب جب میں سوچتا ہوں، جن لوگوں نے ہماری جیسی قربانیاں دیں، قیام پاکستان کے لیے، پاکستان میں جو آنے والے ہیں خاندان، انہوں نے --- اور میں بیچ میں رہا ہوں جنگ کے ---میرے اندازے کے مطابق پچاس ہزار سے ایک لاکھ تک ہماری عصمت قربان ہوئی ہے پاکستان کے لیے۔ اور جو قتل ہوئے ہیں ان کا تو شمار ہی نہیں۔ مسلمان بچوں کو سکھوں نے اپنے نیزوں کے اوپر چھیدا ہے، اچھال کے۔ میں گواہ ہوں ان کا۔ میں سب سے آخر میں یہاں آیا ہوں۔ اور بڑی قربانی دی ہے۔ لیکن جو پیچھے رہ گئے، انہوں نے بھی کم قربانی نہیں دی۔ آج تک وہ قربانی دے رہے ہیں بجائے اس کے کہ ہم یہ سوچیں، سر جوڑ کر، کہ جو ہندوستان میں مسلمان رہ گیا، ان کے حقوق کے لیے باہر سے ہم جو کر سکتے ہیں، ہمارے حالات بدل گئے ہیں، ان کے حقوق کے لیے کوئی پروگرام بنائیں، ان کے حوصلے بڑھانے کے لیے کوئی کام کریں۔ بہت سے اور طریقے ہیں۔ صرف حکومت کے اندر رہ کے ہی نہیں، باہر سے بھی ہم بہت ساری خدمت ان کی کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے ہماری جیسی، ہم سے بڑھ کے نہیں، ہماری جیسی قربانیاں دی ہیں، قیام پاکستان میں، اور وہ پاکستان نہیں آ سکے، وہ وہاں پھنس گئے۔ اس کی بجائے یہ اب نظر آ گیا ہمیں کہ ہمارا مشرقی پاکستان بھی علیحدہ ہو گیا۔ تو میرے نزدیک تو کوئی اعتراض نہیں ہے، اس پس منظر میں، اس واسطے جو حوالے ہیں وہ میں اچھی طرح وہ کر دیتا ہوں۔

فرقان بٹالین۔۔۔ یہ چھوٹا سا ہے۔ اس کے اوپر اعتراض ہوتے ہیں بڑے اخباروں میں، میں، اس لیے اس کو لے رہا ہوں۔ تو فرقان بٹالین، یہ بھی میں کروں گا، میں دو تین منٹ میں، زبانی مختصراً بتا دیتا ہوں۔ جس وقت پاکستان بنا، کشمیر میں جنگ شروع ہو گئی۔ اس وقت حالات اس قسم کے تھے کہ کھل کے ہماری فوجیں وہاں Commit نہیں کی جا سکتی تھیں۔ اس وقت کشمیر میں بہت سی رضا کار بٹالین بنیں۔ اس وقت ہمارے سرحد کے غیور پٹھان جو تھے ان کے لشکر آئے اور پاکستان کی آرمی کو اس طرح Commit نہیں کیا گیا جس طرح آرمی Commit کی جاتی ہے۔ چونکہ اس وقت ضرورت تھی رضا کاروں کی، ہمارا کسی، اس میں ارادہ نہیں ہے تھا۔ میں قسم کھا کے کہہ سکتا ہوں، میں جانتا ہوں اس کو کہ آرمی زور دے رہی تھی۔ خلیفہ المسیح پر کہ ایک بٹالین raise کرو، ہمیں ضرورت ہے۔ اور وہ کہہ رہے تھے کہ میں مصلحتیں اور جو ہمارے متعلق ہے، کیوں ہمیں یہ تنگ کرتے ہو۔ انہوں نے کہا اگر آپ کو پیار ہے کہ محاذ کے اوپر رو کے جائیں وہ، تو آرمی تیار کریں، ایک بٹالین، دیں ہمیں، ایک بٹالین۔ ان کے زور دینے پر ایک رضا کارانہ بٹالین تیار کی گئی اور ان کو کوئی تجربہ نہیں تھا لڑائی کا، سرائے عالمگیر میں بیس کیمپ بنا۔ وہاں دو تین مہینے کی ٹریننگ ہوئی۔ لیکن جذبے کا یہ حال تھا کہ ایک نوجوان وہاں رضا کار کے طور پر، نوجوان جس کا قد بڑا چھوٹا تھا، آ گیا۔ اور جب مارچ وغیرہ سیکھا کے چاند ماری کے لیے لے گئے اس کو، تو پتا لگا کہ اس کی انگلی ٹھیک ٹریگر پر نہیں پہنچتی، اتنا ہاتھ ہے اس کا چھوٹا، اور وہ بضد، میں نے جانا ہے محاذ پر۔ تب انہوں نے کہا، اچھا، تو پھر رائفل چلا کے دکھاؤ۔ تو اس نے یہاں رکھا رائفل کا بٹ، یہاں رکھنے کی بجائے اس طرح مڑ کر، فائر کیا وہاں۔ اس کے جذبے کو دیکھ کر وہ آرمی افسر جو فرقان بٹالین کی ٹریننگ وغیرہ کے لیے جو باقاعدہ افسر تھے، انہوں نے اس کو اجازت دے دی۔ اس جذبے کے ساتھ وہاں گئے۔ وہاں آرمز ایشو ہوئے جس طرح آرمی ایشو کرتی ہے آرمز۔ خیر، جو ہوا وہ سب تو یہاں ضرورت نہیں ہے۔ وہ disband ہوئی۔ اب ساری

دنیا کو پتہ ہے۔ فوج کے افسر یہاں ہیں۔ اب اعتراض یہ ہو گیا کہ وہ ساری رائفلیں جو فرقان بٹالین کو دی گئی تھیں، وہ فرقان بٹالین لے کے بھاگ گئی اور انہوں نے ربوہ کی پہاڑیوں کے اندر ان کو دفن کر دیا۔ ایک منٹ میں یہ سوال حل ہوتا ہے۔ آرمی جنہوں نے یہ ایشو کی تھیں ان سے پتہ کریں کہ انہوں نے ایک ایک رائفل، ایک ایک راؤنڈ جو ہے وہ واپس ملا کہ نہیں۔ اور اس وقت کے کمانڈر انچیف نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا سرٹیفکیٹ اس بٹالین کو دیا اور شکریہ کے ساتھ اس کو بغیر آرمز کے، اس کو وہاں بھیج دیا۔ اس بٹالین کو کوئی وردیاں ایشو نہیں ہوئیں تھی۔ لنڈے بازار سے پھٹی ہوئی وردیاں انہوں نے پہنیں، اور بارشوں میں۔ کسی قمیض کی، وہ بانھ نہیں ہے اور کسی کی بانہیں لٹک رہی ہیں۔ اور یہ نہیں ہے۔ دھڑ۔ میری ان آنکھوں نے دیکھا ہے ان کو اس طرح لڑتے ہوئے دشمن سے۔ اور بہر حال۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! معاف کیجئے، یہ سوال، بالکل پوچھا نہیں گیا۔ اگر باہر کی باتیں آ جائیں، اس قسم کی کہ اخبار کیا لکھتے ہیں۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں ٹھیک ہے،۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں۔

مرزا ناصر احمد: ۔۔۔ میں بند کر دیتا ہوں۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، نہیں، اس قسم کا نہیں۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں،۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: آپ ضرور کیجئے۔ مگر میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ سوال کسی نے نہیں پوچھا۔ پر میں نے کسی سٹیج پر نہیں پوچھا فرقان فورس کے بارے میں۔

Mirza Nasir Ahmad: I wrongly foresaw it.

Mr. Yahya Bakhtiar: No, but I did not ask.

مرزا ناصر احمد: نہیں، بس میں نے معذرت کردی، میں بولتا ہی نہیں ایک لفظ آگے۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، آپ پورا کرلیں۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، میں نہیں بولوں گا۔ نہیں، میری غلطی ہے یہ، اندازے کی غلطی ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں جی، آپ کہہ لیں۔ If you want to explain something which you think is against your interest.....

Mirza Nasir Ahmad: No, no, no not now. ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ میں، پہلے آپ مجھے روک دیتے تو میں بند کردیتا۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ کہنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ ہم نے سوال نہیں پوچھا کوئی اس قسم کا۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں،

جناب یحییٰ بختیار: ۔۔۔نہ پوچھنے کا لسٹ میں تھا۔ اگر ہوتا بھی تو میں آپ کو کہہ دیتا کہ آپ بیشک کریں۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ایک اور سوال ہے، وہ میں پوچھ ہی لیتا ہوں۔ وقت ضائع کرنے کی بجائے۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اتنی خدمت کی ہے عرب ممالک کی۔ یہ حوالے میرے پاس ہیں، بھرے پڑے ہیں ان کی تعریف میں۔ تو آگے میں کچھ نہیں کہتا۔

ہاں، کشمیر رہ گیا ہے۔ ۱۹۳۱ء کی۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: آپ نے اس کا ذکر دیا تھا، کشمیر کمیٹی کا۔ اگر آپ کچھ اور کہنا چاہتے ہیں تو کہہ دیجیئے۔

مرزا ناصر احمد: ممکن ہے ایک آدھ فقرہ ہو۔ یہ میں مختصراً پھر کردیتا ہوں۔ اس کی ابتدا اس طرح شروع ہوئی، کشمیر کمیٹی، کشمیر کمیٹی کے نام سے جو کمیٹی بنی، کہ ۱۳؍ جولائی، ۱۹۳۱ء کو ریاستی

پولیس کی فائرنگ سے ۲۱ مسلمان شہید اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ ۱۳؍ جولائی، ۱۹۳۱ء کو جب ڈوگرہ حکومت نے ۲۱ مسلمان کو جب شہید کیا تو اس وقت ان کے لیے ریاست سے باہر نکلنا بھی بڑا مشکل تھا۔ تو انہوں نے ایک سمگل آؤٹ کیا، مسلمانان کشمیر نے، ایک آدمی، اور سیالکوٹ پہنچ کر انہوں نے مختلف جگہوں پر تاریں دیں، اور ہمارے خلیفہ ثانی کو بھی تار دیں۔ اس کے نتیجے میں پہلا کام یہ ہوا ہے کہ خلیفہ ثانی نے وائسرائے ہند کو تار دی، دوسرے صوبوں کے مسلمانوں کی طرح پنجاب کے مسلمان بھی، ان کو کہا کہ تم اکٹھے ہو جاؤ، یعنی شروع کا کام شروع کیا۔ اس وقت جب یہ اعلان ہوا تو خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایک خط لکھا حضرت خلیفہ ثانی کو، اور یہ کہا کہ آپ نے یہ اعلان کیا، ہم آپ کے ساتھ ہیں، اور یہ کام ہمیں، سب مسلمانوں کو مل کر یہ کام کرنا چاہیئے۔

Mr. Chairman: We break for Maghreb.

Mr. Yahya Bakhtiar: I think let them conclude it, Sir.

جناب چیئرمین: ہاں؟

Mr. Yahya Bakhtiar: It will take two or three minutes, Sir.

Mr. Chairman: All right, then not more than five minutes.

Mr. Yahya Bakhtiar: Not more than five minutes.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ ختم کر لیں۔

مرزا ناصر احمد: تو اعلان وغیرہ، خط و کتابت ہوئی ہے۔ اس کے بعد آل انڈیا تنظیم کے قیام کے لیے مسلمانان ہند سے اپیل کی گئی پہلے اور اس کے بعد۔ پھر کشمیریوں سے اپیل کی گئی، ابنائے کشمیر سے، یعنی وہ کشمیری خاندان جو باہر آ کر آباد ہو گئے تھے۔ اور اس میں آپ نے لکھا کہ:

”امید کرتا ہوں کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب، شیخ دین محمد صاحب، سید محسن شاہ صاحب اور اسی طرح سے دوسرے سربراہ آوردہ ابنائے کشمیر جو اپنے وطن کی محبت

میں کسی دوسرے سے کم نہیں، اس موقع کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے موجودہ طوائف الملوکی کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔ ورنہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سب طاقت ضائع ہو جائے گی اور نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلے گا"۔

اس پر ۲۵/ جولائی، ۱۹۳۱ء کو شملہ کے مقام پر نواب ذوالفقار علی خان صاحب کی کوٹھی "Fair View" میں مسلم اکابرین ہند کا اجلاس ہوا، جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ ایک آل انڈیا کشمیر کمیٹی بنائی جائے جو اس سارے کام کو اپنے ذمہ لے کر پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور اس وقت تک یہ مہم جاری رہے جب تک ریاست کے باشندوں کو ان کے جائز حقوق نہ حاصل ہو جائیں۔ اس اجلاس میں امام جماعت احمدیہ کے علاوہ مندرجہ ذیل لیڈروں نے شرکت کی:

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب،
حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب،
سید محسن شاہ صاحب،
نواب سر ذوالفقار علی صاحب،
نواب محمد اسماعیل صاحب آف گنج پورہ،
خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب،
مولانا نور الحق صاحب، مالک انگریزی روزنامہ "Muslim Out Look"۔
مولانا سید حبیب صاحب، مالک روزنامہ "سیاست"،
عبدالرحیم صاحب درد،
مولانا اسماعیل صاحب غزنوی، امرتسر کے تھے، غزنوی خاندان کے، نمائندہ مسلمانان صوبہ جموں،
مسلمانان صوبہ کشمیر کے نمائندے، اور صوبے سرحد کے نمائندے۔

یہ سب کے سب اکابرین آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے قائم ہوتے ہی اس اجلاس میں اس کے ممبر بن گئے۔ کام شروع ہو گیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ اس وقت بعض دوستوں نے کہا خلیفہ ثانی

کو کہ آپ اس کے صدر بنیں، اور آپ نے انکار کیا کہ "مجھے صدر نہ بنائیں، میں ہر خدمت کرنے کے لیے تیار ہوں، مگر مجھے صدر کا عہدہ نہ دیں"۔ کوئی مصلحتیں سمجھائیں وہاں۔ اس پر سارے جو تھے، انہوں نے زور ڈالا وہاں، جن میں سر محمد اقبال صاحب بھی تھے، کہ آپ کو ہی بننا چاہیئے۔ چنانچہ آپ کو مجبور کیا کہ اس عہدہ کو قبول کرلیں۔ قبول ہو گیا۔ شروع ہوا کام، اور بہت سے مراحل میں سے گزرا۔ اس کے آگے میں اپنی طرف سے کروں گا، ذرا مختصر کردوں گا۔ ایک تھا پیسہ۔ اس وقت ہندوستان میں کام کرنے کے لیے بھی پیسے کی ضرورت تھی۔ اور کشمیریوں کی مدد کرنے کے لیے پیسے کی ضرورت۔ چنانچہ ساروں نے Contribute کیے ہوں گے۔ لیکن اپنی بساط سے زیادہ جماعت کی طرف سے کشمیریوں کی امداد کے لیے رقم دی گئی۔ اس وقت سوال پیدا ہوا رضا کاروں کا کہ جا کر ان کے حوصلہ افزائی کریں، ان کو آرگنائز کریں۔ خود کشمیر کی حالت تنظیم کے لحاظ سے بہت پس ماندہ تھی، ہر ایک کو پتہ ہے۔ ہمارے، یعنی اس وقت کے ہندوستان کے حالات سے بھی زیادہ وہ پیچھے تھے۔ اس کے مہاراجہ کا hold بڑا سخت تھا۔ خیر، وہ گئے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ انہوں نے بڑے ظالمانہ طور پر مقدمے بنانے شروع کردیئے، یعنی کوئی ان کا گناہ نہیں ہوتا تھا اور مقدمہ بن جاتا تھا۔ تو اس وقت انہوں نے کہا، تار دی کہ ہمیں وکیل بھیجو۔ ہمارے پاس۔ بڑے سخت ان کو پریشانی تھی۔ یہاں سے گیارہ بارہ وکیل گئے۔ ان میں سے ایک صاحب (اپنے وفد کے ایک رکن کی طرف اشارہ کرکے) یہ بیٹھے ہیں۔ انہوں نے مہینوں وہاں کام کیا۔ اور میرا خیال ہے کہ قریباً سارے مقدموں میں فتح جو ہوئی وہ کشمیری مسلمانوں کی ہوئی۔ ان میں ہمارے، فوت ہو چکے ہیں، شیخ بشیر احمد صاحب، جو ہائی کورٹ کے جج بھی رہے ہیں، اس وقت وکیل تھے، وہ گئے۔ ان کے لیے ساری دنیا میں پروپیگنڈا ہوا، خصوصاً انگلستان میں۔ تو ایک لمبی struggle ان کے لیے۔۔۔۔ (اپنے ساتھیوں سے کہا) اس میں ہے نا فہرست شہداء کی؟ جو رضا کار گئے ان پر؟ (اٹارنی جنرل سے) ہمارے یہاں سے جو رضا کار گئے، دوسرے بھی جو گئے، ان پر وہ سختیاں کی گئیں، ساروں پر۔ یہاں، وہاں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہاں، یہ احمدی، یہ وہابی ہے یا یہ ہے، وہ ہے۔ مسلمانان کشمیر کی جدوجہد میں سارے شامل ہیں، ساتھ۔ یہی میرا ان اشاروں میں تھا کہ ہمارے تو کبھی علیحدہ ہوئی ہی نہیں۔

Mr. Chairman: The Delegation is permitted to withdraw for Maghreb to report break at 7.30.

مرزا ناصر احمد: میں اس کو ختم کرتا ہوں۔ یہ آکر داخل کر دیں گے۔

Mr. Chairman: The honourable members may keep sitting.

(The Delegation left the Chamber)

جناب چیئرمین: ساڑھے سات جی۔

The House is adjourned to meet at 7.30

The Special Committee adjourned for Maghreb Prayers
to re-assemble at 7.30 p.m.

The Special Committee re-assembled after Maghreb Prayers,
Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in Chair

جناب چیئرمین: (سیکرٹری سے) ڈیلی گیشن کو بلا لیں، یہاں باہر بٹھا دیں، ہاں کیونکہ پھر پونے آٹھ، نو بجے، پونے نو تک کریں گے، ایک گھنٹہ۔ پھر تو دس منٹ کا بریک، پھر nine to ten۔ جی، مولانا عبدالحق صاحب!

INTRODUCTION OF EXTRANEOUS MATTERS BY THE WITNESS

مولانا عبدالحق: جی، گزارش یہ ہے کہ کل دو گھنٹے تقریباً اس نے تقریر کی، اور آج بھی وہ تو اپنی تاریخ وہ پیش کر رہے ہیں یا ریکارڈ کر رہے ہیں۔ ہمارا تو اٹارنی جنرل صاحب کا یہ سوال تھا کہ انگریزوں کی وفاداری کی، جو تم نے پیش کیا ہے، تو اس کی کیا وجہ ہے؟ یا مسلمانوں کو تم کافر اور پکا کافر کہتے ہو، جنازے کی نماز میں شرکت نہیں کرتے، شادی نہیں کرتے، عبادت میں شریک نہیں ہوتے۔ اب وہ کہتے ہیں، ہم نے مسلمانوں کے ساتھ نہیں کہا۔ یہ تو ایسا ہے کہ جیسا ایک

شخص کسی کو کہے کہ ''یہ چیز کیا ہے''؟ وہ کہتا ہے ''کتا''۔ اب وہ کہتا ہے کہ ''میں پانی بھی اس کو دیتا ہوں، روٹی بھی دیتا ہوں، جگہ بھی دیتا ہوں''۔ مقصد تو اصل وہی ہے کہ جو چیز ان سے پوچھی جائے، ہمارے اٹارنی جنرل صاحب، اس کا جواب دے دیں اور بس۔ باقی وہ دو گھنٹہ باتیں جو کرتے ہیں تو خدا معلوم اس میں کیا حکمت ہے۔

Mr. Chairman: Yes, Mr. Attorney-General to satisfy all the honourable members.

Mr. Yahya Bakhtiar: I will try, Sir.

مولانا! بات یہ تھی کہ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ علیحدگی پسند ہیں، آپ مسلمانوں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ ان کو کئی حوالے دیئے۔ حوالوں کے تو انہوں نے جوابات نہیں دیئے مگر یہ کہا کہ نہیں، ہم سے اکٹھے جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ آزادی کی۔ اس واسطے میں نے کہا کہ اچھا بولنے دیں ان کو۔ یہ اس۔۔۔ ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔ ابھی ختم ہو گیا بہت لمبا تھا۔

جناب چیئرمین: ہاں، بلالیں۔ بلالیں، باہر ہی بیٹھے ہیں، بلالیں جی، بلائیں جی۔

مولانا عبدالحق: میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ بات میں بات کریں۔

جناب چیئرمین: آ گئے؟

مولانا عبدالحق: کل آپ نے فرمایا تھا کہ اس کی میٹنگ کے بعد ہم پوچھ لیں گے۔

جناب چیئرمین: وہ کل آیا ہوں تو ہاؤس ایڈجرن ہو گیا۔ آج کر لیں گے۔

مولانا عبدالحق: نوٹ کر کے رکھ لیں۔

جناب چیئرمین: آج کر لیں گے جی۔ after this۔ آپ کی انتظار ہو رہی تھی، نورانی صاحب کی، خاص طور سے۔

ہاں، بلوائیں انہیں۔

Mr. Chairman: Yes the Attorney-General.

CROSS-EXAMINATION OF THE QADIANI GROUP DELEGATION

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! آپ ختم کر چکے ہیں اسے؟

مرزا ناصر احمد: جی۔

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! میں، چونکہ ٹائم کم ہوتا جا رہا ہے اس لیے میں بالکل مختصر کرنا چاہتا ہوں۔ جو باتیں آ گئی ہیں، آپ نے کئی باتیں کہیں ہیں اس آزادی کی جدوجہد کے بارے میں۔

مرزا ناصر احمد: جی۔

جناب یحییٰ بختیار: آزادی کی جدوجہد کے بارے میں آپ نے کافی کچھ کہا ہے۔ میں اس کی تفصیل میں بہت نہیں جانا چاہتا۔ یہ جو باؤنڈری کمیشن تھا، اس کے بارے میں آپ نے منیر صاحب کا کمیٹی کی رپورٹ سے ایک حوالہ پڑھا ہے کہ اس میں چوہدری صاحب نے بہت کوشش کی۔ وہ تو سب نے پڑھا ہوا ہے۔ وہ پاکستان کی نمائندگی کر رہے تھے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ انہوں نے بڑی کوشش کی۔ اس پر میں نے نہ کوئی سوال پوچھا ہے اور نہ کوئی dispute ہے ہمیں اس پر۔ مگر ایک چیز جو منیر صاحب نے بعد میں کہی، ممکن ہے آپ نے وہ پڑھا ہو، ''پاکستان ٹائمز'' ۲۴ر جون، ۱۹۶۴ء میں، انہوں نے کوئی دو تین آرٹیکل لکھے تھے، اس دوران میں --- "Days I remember"۔

مرزا ناصر احمد: جی، میں نے وہ نہیں پڑھے۔

جناب یحییٰ بختیار: جی، وہ آپ کو یاد نہیں ہوگا، پڑھے بھی ہوں تو۔

مرزا ناصر احمد: ہوں، میں نے نہیں پڑھا ہے، دس بارہ سال پہلے---

جناب یحییٰ بختیار: ہوں، دس سال کی بات ہے۔ تو وہاں وہ منیر صاحب کہتے ہیں کہ:

> "In connection with this part of the case, I cannot reframe from mentioning an extremely unfortunate circumstance. I have never under stood why the Ahmadis submitted a separate representation. The need for such representation could arise only if the Ahmadis did not agree with the Muslim League's case-it self a regrettable possibility. Perhaps, they intended to reinforce the Muslim League's Case; but in doing so, they game the facts and figures for different parts of Gash Shankar, thus giving prominence to the fact that, in the areas between the river Bein and the river Basantar, the non-Muslims Constituted a majority and providing argument for the Contention that if the area between the rivers Ujh and Bein went to India, the area between the Bein river and Basantar river would automatically go to India. As it is, this area has remained with us. But the stand taken by the Ahmadis did create considerable embarrassment for us in the case of Gurdaspur."

آپ نے یہ فرمایا۔

مرزا ناصر احمد: یہ اپنی کمیٹی کی رپورٹ میں نہیں لکھا انہوں نے۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں میں کہتا ہوں کہ ایک آرٹیکل انہوں نے ۱۹۶۴ء جون میں لکھا ہے اس کا میں کہہ رہا ہوں۔

مرزا ناصر احمد: ہوں، سترہ سال بعد۔

جناب یحییٰ بختیار: کافی عرصہ بعد، دس سال کے بعد۔

مرزا ناصر احمد: سترہ سال بعد۔

جناب یحییٰ بختیار: تو اس میں دراصل میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے مسلم لیگ سے آپ یہ کہتے ہیں کہ تعاون کیا، اور یہ ایک ایسا سٹیج تھا کہ برٹش گورنمنٹ اور کانگریس بھی اس بات کو تسلیم کر چکی تھی کہ یہ واحد نمائندہ جماعت ہے مسلمانوں کی، مسلم لیگ ۔۔۔ ۴۶، ۴۷ء کی بات کر رہا ہوں ۔۔۔ واحد نمائندہ تھی، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر ایک مسلمان اس میں تھا ۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: ۔۔۔مگر یہ کہ represent کر رہی تھی، واحد آواز یہ تھی this was the most representative body۔ واحد نمائندہ جماعت وہ accept کر لی تھی۔ جب انہوں نے میمورنڈم دیا تو یہ separate میمورنڈم دینے کی، یہاں بھی منیر صاحب کہتے ہیں۔ ''ہمیں سمجھ نہیں آئی، اس سے بلکہ ہمیں خدشات پیدا ہوئے enbarrassement ہمیں ہوئی۔''

مرزا ناصر احمد: یہ ۴۷ء کے سترہ سال کے بعد انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ''مجھے سمجھ نہیں آئی''۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں۔

مرزا ناصر احمد: ہیں، لیکن اپنی رپورٹ میں نہیں لکھا۔

جناب یحییٰ بختیار: اپنی رپورٹ میں نہیں لکھا۔

مرزا ناصر احمد: تو، وہ تو منیر صاحب تو نہیں، آپ نے تو ان کی رپورٹ پڑھی ہے ناں، تو میں آپ کو سمجھا دیتا ہوں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں یہ کہہ رہا ہوں جی کہ ایک آدمی ہے۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: ۔۔۔جو کہ باؤنڈری کمیشن کا بھی جج تھا۔ تو اس رپورٹ میں بھی وہی جج تھا۔ پھر رپورٹ میں انہوں نے چوہدری صاحب کو اچھا سرٹیفکیٹ دیا ہے کہ انہوں نے بڑی محنت سے، بڑی جانفشانی سے کیس plead کیا پاکستان کا۔ اس کے بعد، سات سال یا دس سال کے بعد، جیسے۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، ۴۷ء، ۵۷ء، ۶۴ء۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، وہی کہہ رہا ہوں جی، ۴۷ء میں باؤنڈری کمیشن میں تھے وہ۔ پھر اس کے بعد ۵۴ء۔ ۵۳ء میں وہ انکوائری ہو رہی ہے۔ تو چوہدری صاحب نے جو ۴۷ء میں خدمت کی اس کا حوالہ، اس کا ذکر کرتے ہوئے اس میں ---

مرزا ناصر احمد: یہ میرا مطلب ہے کہ یہ جو ہے کہ یہ واقعہ کے سترہ سال بعد کا ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، یہ ان کے بعد یہ پھر یہ ---

مرزا ناصر احمد: ہاں، سترہ سال کے بعد۔

جناب یحییٰ بختیار: --- ہے، یہ ۱۹۶۴ء میں۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ۴۷ء سے ۶۴ء تک۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، تو پھر یہ سترہ سال کی خاموشی کے بعد، جب وہ کافی بوڑھے بھی ہو چکے تھے، تو شاید ممکن ہو بڑھاپے کی وجہ سے وہ بات جو اس وقت جوانی میں سمجھ آ گئی ہو، وہ نہ سمجھ آئی ہو۔

جناب یحییٰ بختیار: یہ اچھا جواب ہے! یہ خیر میں اسے بس پھر آپ کی توجہ دلانا چاہتا تھا کہ ---

مرزا ناصر احمد: بات یہ ہے --- اگر آپ کہیں تو میں بتاؤں آپ کو --- انہوں نے، ہندوؤں نے ایک بڑی سخت شرارت کی اور شرارت یہ کی --- میں نے آپ کو کہا کہ میں ان دنوں میں کام کرتا رہا ہوں --- ایک پہلے یہ شرارت کی کہ جماعت احمدیہ جو ہے، اس کو دوسرے مسلمان کافر کہتے ہیں، اس لیے ان کی تعداد گورداسپور کے مسلمان میں شامل نہ کی جائے۔ اور گورداسپور ضلع میں ۵۱ اور ۴۹ کا فرق تھا، یعنی مسلمانوں کی ---

جناب یحییٰ بختیار: وہ تو میں جانتا ہوں، ہم جانتے ہیں۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، میں، آپ کو اندر کی ایک بات بتاؤں۔۔۔ دوسری شرارت۔ دوسری شرارت انہوں نے یہ کی کہ اگرچہ مسلمانوں کی آبادی گورداسپور میں ۵۱ فیصد ہے، لیکن چھوٹے، نابالغ بچے ہیں، adult نہیں ہیں، وہ تو ووٹر نہیں ہیں، ان کے اوپر فیصلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور ویسے ہی ہوائی چلا دی کہ ہندوؤں کی adult آبادی مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ میں چونکہ مختلف مضامین پڑھتا رہا ہوں اپنی زندگی میں، میں نے یہ offer کی مسلم لیگ کو کہ اگر مجھے Calculating مشین تین دے دی جائیں تو میں ایک رات میں ۳۵ء، کی Census لے کے۔ علیحدہ علیحدہ ضلعوں کی ہوتی ہیں ناں۔۔۔ تو کل آپ کو یہ data یہ دے سکتا ہوں کہ adult بھی مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ Census کی جو ہے رپورٹ، اس وقت تفصیلی ہوتی تھی۔ بعد پتہ نہیں کیوں، اس کو چھوڑ دیا۔ ۳۵ء کی Census رپورٹ مختلف age گروپ کی mortality دی ہوئی ہے، Percentage، یعنی چار سال کا جو بچہ ہے، وہ چار سال کی عمر کے جو بچے ہیں ان میں اتنے فیصد موتیں ہو جاتی ہیں، جو پانچ سال کے بچے ہیں ان کی اتنی فیصد موتیں ہو جاتی ہیں۔ تو ہزار ہا ضربیں تقسیمیں لگائی تھیں، کیونکہ ہر age گروپ کی جو ۳۵ء کی Census تھی ہمارے پاس، تو ۴۷ء تک پہنچانا تھا adult بنانے کے لیے کچھ جو adult تھے وہ تو تھے ہی۔ تو یہ ہزار ہا وہ نکال کے، ساری رات لگ کے، تین چار اور آدمیوں نے ساتھ کام کیا۔ Calculating مشین خود مسلم لیگ کے یعنی offices سے آئیں۔ اور صبح کو ایک گوشوارہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو دے دیا گیا کہ یہ غلط بات کر رہے ہیں۔ اور جس وقت یہ آگے پیش ہوا، ہندو بالکل سٹپٹا گیا۔ ان کو خیال ہی نہیں تھا کہ کوئی مسلمان دماغ حساب میں بھی یہ Calculation کر سکتا ہے اتنا۔ اس قسم کی وہ شرارتیں تھیں۔ اور اس قسم کا ہمارا تعاون تھا مسلم لیگ کے ساتھ۔ اور ان کی خاطر ان کے مشورے کے ساتھ یہ سارا کچھ ہوا۔ تو جب بوڑھے ہو گئے جسٹس منیر صاحب وہ بھول گئے، ان کو وہ سمجھ نہیں آئی۔ ہم پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: میں مرزا صاحب! اس بات پر ذرا آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ آپ نے کہا کہ مسلم لیگ کے مشورے سے یہ بات ہوئی کہ علیحدہ میمورنڈم دیں۔

مرزا ناصر احمد: کیا؟

جناب یحییٰ بختیار: کیا علیحدہ میمورنڈم مسلم لیگ کے مشورے سے دیا گیا؟

مرزا ناصر احمد: ان کے مشورے سے۔

Mr. Yahya Bakhtiar: Mirza Sahib, you will have to prove this, because every……

Mirza Nasir Ahmad: Have you got a proof against this?

Mr. Yahya Bakhtiar: No, you should show some documents that Quaid-e-Azam or somebody Consented.

مرزا ناصر احمد: جب میں۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: قائداعظم کا تو protest ہی یہی تھا کہ مسلمان علیحدہ علیحدہ جا رہے ہیں اور اپنے اپنے میمورنڈم دے رہے ہیں اور ہمیں تکلیف پہنچتی ہے اس سے۔ اور منیر صاحب کہتے ہیں ہمیں embarrassment اس بات کی ہوئی ہے۔

مرزا ناصر احمد: اور اس embarrassment کا انہوں نے اعلان کیا ہے سترہ سال کے بعد!

جناب یحییٰ بختیار: نہیں یعنی آپ اس زمانے کا کوئی اخبار بتا دیں جس میں یہ ہو کہ، جس میں یہ ہو کہ قائداعظم یا مسلم لیگ کی تائید سے یہ میمورنڈم داخل کیا گیا؟

مرزا ناصر احمد: ”نوائے وقت“ میں اس وقت یہ اعلان ہوا ہے کہ مسلم لیگ نے اپنے وقت میں سے وقت دیا احمدیوں کو میمورنڈم پیش کرنے کے لیے۔ کیا یہ ثبوت نہیں ہے کہ مسلم لیگ کے مشورہ سے یہ کیا گیا؟ ورنہ ان کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ جماعت احمدیہ کے میمورنڈم کے لیے اپنے وقت میں سے وقت دیتے۔

جناب یحییٰ بختیار: یہ ان کی representation کس نے کی؟

مرزا ناصر احمد: ہیں جی؟

جناب یحییٰ بختیار: کس نے representation کی ان کی؟

مرزا ناصر احمد: کس کی؟

جناب یحییٰ بختیار: جماعت احمدیہ کی؟

مرزا ناصر احمد: شیخ بشیر احمد صاحب تھے۔ لیکن اصل یہی تھا کہ سارے اکٹھے جا رہے تھے۔ یہ میرا پوائنٹ آپ سمجھ گئے ناں، اگر وقت جماعت احمدیہ کے میمورنڈم کے لیے مسلم لیگ نے اپنے وقت میں سے دیا۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: مسلم لیگ کا وقت تو چوہدری صاحب کے ہاتھ میں تھا۔

مرزا ناصر احمد: اور چوہدری صاحب باغی تھے۔ جناح کے؟

جناب یحییٰ بختیار: نہیں جی، بالکل، میں اس سے بالکل انکار نہیں کرتا کہ قائداعظم نے ان کو appoint کیا تھا، ان کے نمائندے تھے۔

مرزا ناصر احمد: یہ چوہدری ظفر اللہ۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں، دیکھیے ناں،۔۔۔

مرزا ناصر احمد: چوہدری ظفر اللہ خان صاحب۔۔۔ اب آپ نے اس ہاؤس میں یہ دو چار دفعہ کہا، مجھے سمجھانے کے لیے، ذرا لتاڑنے کے لیے، کہ ”میں ہوں، I represent my client I represent this House as Attorney-General".

جناب یحییٰ بختیار: نہیں جی، I said I said that.

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، میری بات تو سن لیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اپنے طور پر، اپنی طرف سے، یہ فیصلہ کر ہی نہیں سکتے تھے۔ سمجھ گئے ناں۔ کسی انسان کے دماغ میں آ ہی نہیں سکتا کہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہو اپنی طرف سے کہ مسلم لیگ کے وقت میں سے جماعت احمدیہ کو وقت دیا جائے، اور اس وقت protest نہ ہوا ہو۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اس سے یہ inference draw کرتے
کہ مسلم لیگ کی تائید حاصل ہو گئی؟

مرزا ناصر احمد: نہیں میں اس سے یہ inference draw کرتا ہوں کہ مسلم لیگ کے
رہ کے ساتھ سر جوڑ کے بالکل ایک effort تھی۔

جناب یحییٰ بختیار: اس کا ثبوت نہیں سوائے اس کے کہ ٹائم دیا؟

مرزا ناصر احمد: اس کا ثبوت ایک تو میں دے رہا ہوں۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں۔

مرزا ناصر احمد: ۔۔۔ کہ مسلم لیگ نے اپنے وقت میں سے وقت دیا، اور میرے نزدیک یہ
ا ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ٹھیک ہے۔

مرزا ناصر احمد: اگر حوالے کی ضرورت ہو تو میں دے دوں؟

جناب یحییٰ بختیار: ہاں اگر۔۔۔ آپ وہ بھیج دیجئے۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، اگر آپ کو ضرورت ہو۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں جی، آپ نے کہہ دیا اور ریکارڈ پر آ گیا بیشک آپ فائل کرنا چاہتے
ؤ کر دیجئے۔

مرزا ناصر احمد: ''نوائے وقت'' لاہور کی یکم اگست، ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں ہے یہ۔

جناب یحییٰ بختیار: یہ فائل کر دیجئے۔

مرزا ناصر احمد: اچھا۔ یہ، ایک تو تھوڑا سا ہے۔ (اپنے وفد کے ایک رکن سے) کہاں ہے
اؤلپور کا؟ (اٹارنی جنرل سے) یہ ہے۔

حد بندی کمیشن کا اجلاس ہوا۔ سنسر کی پابندیوں کی وجہ ہم نہ اجلاس کی کارروائی چھاپ

سکے۔ نہ اب اس پر تبصرہ ہی ممکن ہے۔ کمیشن کا اجلاس دس دن جاری رہا۔ ساڑھے چار دن مسلمانوں کی طرف سے بات کے لیے مخصوص رہے، مخصوص کئے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے وقت میں سے ہی ان کے دوسرے حامیوں کو بھی وقت دیا گیا۔ یہ میمورنڈم ہم نے جو فائل کیا ہے، اس کے اندر اندرونی شہادت ہے، اندرونی شہادت وہ۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، وہ تو ٹھیک ہے، the document speaks for itself۔ اب آپ نے چوہدری صاحب کی خدمات کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور حال ہی میں چوہدری صاحب کا ایک بیان بھی شائع ہوا تھا۔ ممکن ہے، آپ نے دیکھا ہو۔ جس میں انہوں نے۔۔۔

مرزا ناصر احمد: میں اسے دیکھنا پسند کروں گا۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، نہیں، میں آپ کو۔۔۔ International Red Cross, Amnesty International, Commission of Human Rights سے اپیل کی کہ پاکستان میں احمدیوں پر ظلم ہو رہا ہے، وہ وہاں جائیں، ایسا کوئی statement آپ کے علم میں ہے؟

مرزا ناصر احمد: بعض افسروں کی زبانی میں نے سنا ہے۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں بھی چونکہ۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ۔۔۔لیکن اگر اس کی نقل ہو تو۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، وہ تو اس کی نقل دے دیں گے آپ کو ہم۔ مگر یہ کہ اس قسم کا statement آیا۔ میں نے کہا اگر آپ کے علم میں ہو تو میں مزید سوال پوچھتا ہوں، ورنہ پھر کل کے لیے ہو جاتا ہے، اس واسطے۔

مرزا ناصر احمد: اگر آپ نے آج ہی بند کرنا ہو۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ہیں جی؟

مرزا ناصر احمد: اگر آج بند کرنا ہو۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: میری کوشش تو یہی ہے۔

مرزا ناصر احمد: ۔۔۔ پھر میں یہ کوشش کروں گا کہ جتنا میں دے سکوں، جواب دے دوں۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، میں اس لیے کہتا ہوں کہ ایسا بیان آپ کے۔۔۔

مرزا ناصر احمد: بیان میں نے نہیں پڑھا ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں پڑھا ہوگا۔ مگر آپ نے ایسی بات سنی کہ چوہدری صاحب نے اپیل کی۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں، بات میں نے سنی، بعض لوگوں سے۔

جناب یحییٰ بختیار: اپیل کی۔۔۔

مرزا ناصر احمد: میں نے سنی بعض لوگوں سے۔

جناب یحییٰ بختیار: ۔۔۔ اپیل کی انٹرنیشنل باڈیز کو کہ وہ جائیں پاکستان میں؟

مرزا ناصر احمد: کس تاریخ کا تھا یہ بیان؟

جناب یحییٰ بختیار: یہ ربوہ کے incident کے بعد کی بات ہے۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، کس تاریخ کا؟ بڑی اہم ہے تاریخ۔

جناب یحییٰ بختیار: وہ یہاں کے ”جسارت“ میں full text اس کا آیا ہوا تھا۔ باقی کچھ دوسرے اخباروں نے۔۔۔

مرزا ناصر احمد: میں ”جسارت“ نہیں پڑھتا۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، بعض دوسرے اخباروں میں بھی آیا ہو۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، کن تاریخوں میں؟ میں تو صرف اتنا پوچھتا ہوں۔ کوئی اندازہ ہو آپ کو۔

جناب یحییٰ بختیار: میرے خیال میں جون کے شروع میں ہوگا۔

مرزا ناصر احمد: جون کے شروع میں۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی، کیونکہ ربوہ کا incident ۲۹ مئی کا تھا، اس کے کچھ دنوں کے بعد۔

مرزا ناصر احمد: چار، پانچ، چھ، سات دن کے بعد۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، یہ انہی دنوں۔۔۔

مرزا ناصر احمد: جب گوجرانوالہ کی ساری دکانیں احمدیوں کی جلائی جا چکی تھیں!

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، نہیں، میں detail میں نہیں جانا چاہتا۔

مرزا ناصر احمد: اچھا، نہیں، ویسے میں سوال نہیں سمجھا۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، انہوں نے یہ کہا، میں خود کہہ رہا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ احمدیوں پر جو ظلم ہوا ہے، میں نے اس دن بھی کہا، میں نے کہا، جس کے خلاف بھی ظلم ہو، ہم Condemn کرتے ہیں۔ یہ بات غلط ہے کہ احمدی ہمارے بھائی نہیں ہیں۔ یہ بات غلط ہے کہ احمدی ہمارے بھائی نہیں ہیں، پاکستانی نہیں ہیں، ان کی citizenship کے rights نہیں ہیں، اس بات کو میں نہیں کر رہا ہوں۔ ظلم جس کے خلاف ہو، حکومت کا فرض ہے کہ اس کی مذمت کرے، یہ کہا۔ سوال یہ تھا مرزا صاحب! کہ چوہدری صاحب نے اپیل کی انٹرنیشنل باڈیز کی ایجنسیز کو، ریڈکراس کو، Commission of Human Rights, Amnesty International کو کہ پاکستان میں جائیں، وہاں احمدیوں پر ظلم ہوا ہے۔ آپ ذکر کر رہے تھے کہ ہندوستان میں ابھی تک مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے، دہلی میں کئی سو مسلمان، کچھ عرصہ ہوا، مارے گئے۔

مرزا ناصر احمد: بالکل، ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: چوہدری صاحب نے ان کے بارے میں تو کوئی اپیل نہیں کی آپ نے سنا ہے، انٹرنیشنل باڈیز کو، کہ جائیں وہاں، مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے؟ آپ نے سنا ہے کہ دو تین مہینے پہلے، چار مہینے پہلے، دہلی میں کافی۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: ۔۔۔ وہ تو کافی عرصے سے چل رہا ہے یہ۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں، جب سے partition ہوئی ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ۔۔۔ کافی مسلمان قتل کیے گئے۔ تو اس پر چوہدری صاحب نے کوئی بیان ایسا شائع کیا پریس کانفرنس کی، Internal Amnesty, Internal Red Cross, Commission of Human Rights کو، کہ مسلمانوں پر وہاں ظلم ہو رہا ہے، یا صرف احمدیوں ہی کا سوچتے ہیں؟

مرزا ناصر احمد: اس سوال کا جواب صرف چوہدری ظفر اللہ خان صاحب دے سکتے ہیں، میں نہیں دوں گا۔

جناب یحییٰ بختیار: ٹھیک ہے۔

(Pause)

جناب یحییٰ بختیار: اب، مرزا صاحب! کچھ ایسے میرے سامنے حوالے اور سوالات ہیں۔۔۔ میں ان کو آج سارا دن دیکھتا رہا ہوں۔۔۔ بعض میرے خیال میں۔ آپ نے ان کے جواب دے دیئے ہیں۔ اور چونکہ ریکارڈ بھی۔۔۔ نہیں پتہ چلتا کچھ، تو اس لیے ایک بار پھر پوچھتا ہوں۔ اگر آپ نے جواب دے دیا ہو اور آپ کو یاد ہو تو ٹھیک ہے۔ اگر جواب نہیں دیا ہو تو آپ مہربانی کر کے ان کا جواب دے دیں گے۔ کیونکہ بعد میں ممبران صاحبان کہتے ہیں کہ ہمارا یہ سوال بہت ضروری ہے۔ آپ نے پوچھا نہیں۔ اب تک۔

ایک سوال ہے جی: کیا مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے نہیں کہا تھا۔۔۔ پھر شروع ہوتا ہے ان کا حوالہ:

> ”ظلی نبوت نے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا، بلکہ آگے بڑھایا، بلکہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا“۔

مرزا ناصر احمد: یہ کہاں کا حوالہ ہے؟

جناب یحییٰ بختیار: بشیر احمد قادیانی، "Review of Religions" نمبر ۳، جلد ۱۴۔

مرزا ناصر احمد: یہ چیک کر کے پتہ لگے گا۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، آں، یہ آپ کو یاد نہیں ہے اس وقت؟

مرزا ناصر احمد: یہ ہم نے نوٹ یہ کیا ہے کہ یہ جہاں سے آپ حوالہ پڑھ رہے ہیں، وہ لکھنے والے بشیر احمد قادیانی ہیں۔ یہی آپ نے پڑھا ہے ناں؟

جناب یحییٰ بختیار: میرے خیال میں۔ دراصل وہ اوپر سوال غلط ہو گیا ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کا نہیں ہے۔ اس کو ہونا ایسا چاہیئے تھا، ہونا ایسا چاہیئے تھا، میں اسی واسطے کہہ رہا ہوں، ہونا چاہیئے تھا کہ یہ جو ہے، مرزا بشیر احمد صاحب جو ہیں صاحبزادہ، ان کا ہوگا یہ۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، یہی میں نے کہا ناں کہ ابھی چیک کرنے کی ضرورت محسوس ہوگئی۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، نہیں، یہ ہے، ہمارے پاس ہے (ایک رکن سے) ہے ناں؟

مرزا ناصر احمد: وہ کہاں ہے؟

(Pause)

جناب یحییٰ بختیار: (ایک رکن سے) کہاں جی۔ (مرزا ناصر احمد سے) اس میں ہے یہ:

''تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات حاصل کر لیے اور اس قابل ہو گیا کہ ظلّی نبی کہلائے۔ پس ظلّی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا''۔

یہ آپ دیکھ لیجیئے۔

مرزا ناصر احمد: جی، وہ بھیج دیں کتاب۔

(Pause)

مرزا ناصر احمد: جی، یہیں جواب دیتا ہوں۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، ابھی تو حوالہ آ گیا ہے۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، حوالہ آ گیا ہے۔ یہ جو اگر سارا صفحہ پڑھنے کی آدمی تکلیف کرے تو ب اس کے اندر موجود ہے۔ وہ میں سنا دیتا ہوں:

> "مگر آپ کی آمد سے مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد سے (آنحضرت صلعم کی آمد کا ذکر ہے) مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلّی نبوت کا دروازہ کھولا گیا۔ پس اب جو ظلّی نبی ہوتا ہے وہ نبوت کی مہر کو توڑنے والا نہیں، کیونکہ اس کی نبوت اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں، بلکہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظلّ ہے نہ کہ مستقل نبوت۔ اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلّی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے، محض ایک نفس کا دھوکہ ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں، کیونکہ ظلّی نبوت کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اس قدر غرق ہو جاوے کہ من تو شدم تو من شدی (محبت میں غرق ہو جائے) کے درجہ کو پالے۔ ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں، (عکس کے رنگ میں۔۔۔ جس طرح شیشہ سورج کا عکس لیتا ہے یا چاند کا لیتا ہے) عکس کے رن میں اپنے اندر اترتا پائے گا، حتیٰ کہ ان دونوں میں قرب اتنا بڑھے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائے تب جا کر وہ ظلّی نبی کہلائے گا"۔

اپنا اس کا کچھ نہیں۔ جس طرح آئینہ کے اندر چاند کا عکس ہوتا ہے، اس کے نتیجے میں وہ

> ’’پس جب ظل کا یہ تقاضہ ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو، اور اسی پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے، تو وہ نادان جو مسیح موعود کی ظلّی نبوت کو۔۔۔‘‘

یعنی مطلب یہ ہے کہ ظلّی ہونے کی حیثیت سے:

> ’’۔۔۔ظلّی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے، وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے، کیونکہ اس نے نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے‘‘۔

چھپایا ہوا ہے ناں عکس، کس آیا ہوا ہے اس میں:

> ’’میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعود کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے۔۔۔‘‘

یہ اصل میں غیر مبائعین مخاطب ہیں یہاں:

> ’’اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں، کیونکہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہونے، کی وجہ سے ظلّی نبی تھے۔ اور اس ظلّی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔‘‘

عکس کا پایہ۔ تصویر جو ہے محبوب کی، وہ اتنی پیاری ہے جتنا محبوب ہے۔ یہ بات ہو رہی ہے یہاں:

> ’’یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے۔ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل) ان کے لیے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں رکھے گئے۔ بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے (وہ عکس نہیں ہوتے تھے کسی اور کا) کسی کو بہت، کسی کو کم، مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی (ورنہ مل ہی نہیں سکتی تھی)۔ تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا۔ (یعنی عکس میں اپنے) اور اس قابل ہو گیا کہ نبی کہلائے۔ پس ظلّی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔۔۔‘‘

یہ ساری دلیلیں دے کر اس کا نتیجہ نکالا ہے اور میں اتنا ہی جواب دوں گا اس کا۔

جناب یحییٰ بختیار: بس ٹھیک ہے جی۔ اب چونکہ اسی تحریر سے ظلی نبوت کے دروازے کا پھر ذکر آ جاتا ہے---

مرزا ناصر احمد: جی۔

جناب یحییٰ بختیار: ---اس لیے اگر آپ مہربانی کر کے کچھ مزید Clarification کریں کہ یہ لفظ، یہ آیت ''خاتم النبیین'' کا ٹرانسلیشن کیا ہوگا؟ میں تشریح نہیں چاہتا، وہ آپ نے تفصیل سے کی ہے۔ کافی اس پر۔ ''خاتم النبیین'' یہ آپ کے pronounce کرتے ہیں، کیا اس کا مطلب لیتے ہیں، الفاظی، لفظی معنی؟

مرزا ناصر احمد: ہاں جی، اس کی---''خاتم النبیین'' کے متعلق کیا مطلب لیتے ہیں ''محضر نامہ'' میں موجود ہے----

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں......

مرزا ناصر احمد: ......نمبر ایک......

جناب یحییٰ بختیار: ......لفظی معنی......

مرزا ناصر احمد: لفظی معنی جو ہیں وہ قذافی صاحب نے جو لاہور میں اپنا لیکچر دیا تھا۔ اس کا ایک انگلش ٹرانسلیشن ان کی ایمبیسی کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے ''خاتم النبیین'' کے معنی کیے ہیں "Seal of the Prophets" تو یا آپ منگوا لیں یا میں کل آدمی بھیج کے منگوا لوں گا۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں،، جی ہاں، یہی پوچھ رہا تھا---"Seal of the Prophets"۔

مرزا ناصر احمد: میں بتا رہا ہوں کہ قذافی صاحب نے اس کے معنی کیے ہیں "Seal of the Prophets" اور ہم سمجھتے ہیں کہ انہوں نے معنی درست کیے ہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے "Seal of the Prophets" سے کہ جو پرانے Prophets تھے ان کو بند کر دیا، Sealed؟ یا آئندہ جو Prophets ہوں گے ان کی seal سے جائیں گے؟ یہ جو ہے ناں، difference of opinion آرہا ہے۔

مرزا ناصر احمد: اصل میں اس میں، امت اسلامیہ میں ایک صوفیاء کی رائے ہے، ایک علم کلام سے تعلق رکھنے والوں کی رائے ہے، ایک فقہاء کی رائے ہے۔ اسی طرح مختلف آراء ہیں۔ ایسے ہمارے بزرگ گزرے ہیں۔ اور میں اپنی ذاتی اب رائے دوں گا۔ وہ میری ذاتی رائے ہے۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، آپ کی ذاتی، ہاں۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، ویسے بزرگ گزرے ہیں جن سے میری ذاتی رائے بھی موافقت کھاتی ہے۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، وہ ٹھیک ہے۔

مرزا ناصر احمد: ...... کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جس قدر انبیاء آئے۔۔۔ ایک لاکھ ۲۰ ہزار یا ۲۴ ہزار۔۔۔ مختلف کہتے ہیں، اندازے ہیں، اس میں جانے کی ضرورت نہیں۔ جس قدر انبیاء آئے، وہ سارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آئے اور آپ کی قوت قدسیہ، آپ کے جو فیضان، جو آپ کی شان تھی، جو آپ کا اس دنیا کے ساتھ رشتہ تھا۔۔۔ ایک وہ رشتہ ہے ناں جو اپنی امت کے ساتھ ہے، ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ ہے اس سارے عالمین کے ساتھ، Universe کے ساتھ، حدیث میں آتا ہے:

لولاک لما خلقت الافلاک

(اگر تیرے وجود کو میں نے پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں اس Universe کو نہ پیدا کرتا۔)

اس کی رو سے پہلوں کے لیے بھی آپ مہر بنتے ہیں اور آنے والوں کے لیے بھی مہر بنتے ہیں، یعنی بغیر آپ کی تصدیق کے، بغیر آپ کی پیشن گوئی کے، بغیر مسلم کی اس حدیث کے جس میں آنے والے کو چار دفعہ ''نبی اللہ'' کہا گیا ہے، کوئی نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کرسکتا۔

جناب یحییٰ بختیار: تو اب، مرزا صاحب! یہ بھی آپ نے Clarify کر دیا کہ جو گزر گئے ان کے کے لیے بھی یہ مہر تھے، اور جو آئیں گے ان کے لیے بھی۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ایک معنی، میں نے کہا، یہ بھی کیے گئے ہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، ہاں، تو اب یہ لفظ ابھی ہے ''خاتم النبیین'' اور ''خاتم النبی'' نہیں ہے۔ اور آپ کہتے ہیں اس کے بعد صرف ایک آئے گا۔ یہ کیسے؟ آپ Clarify کریں گے؟

مرزا ناصر احمد: میں نے پہلوں کو بھی شامل کر لیا۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، ۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: آپ کے سوال کا جواب میں دے چکا ہوں، پہلے۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، آئندہ کی جو مہر ہے، وہ جو کھڑکی کھل گئی ہے، دروازہ کھل گیا ہے نبوت کا۔۔۔ معاف کیجیے، میں اس پر پھر آیا ہوں۔ اس پر میں کافی سوچتا رہا ہوں۔ تو اس پر جو ''خاتم النبیین'' دونوں sense میں ہے، پرانوں کے لیے seal ہے آئندہ آنے والوں کے لیے بھی seal ہے، ''نبی تراش طبیعت'' آپ کی۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ''خاتم النبیین'' بن گئے ناں، آپ۔

جناب یحییٰ بختیار: بالکل۔ تو ''نبیین'' تو آپ نے ایک نبی کر دیا ناں کہ Future کے لیے ایک۔

مرزا ناصر احمد: اوھو! جب پچھلے اور اگلے سب کے لیے خاتم۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، نہیں، آپ نے کہا دونوں sense میں۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، میں اپنی sense بتا رہا ہوں ناں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، آپ نے کہا دونوں sense میں وہ ''خاتم النبیین'' ہیں۔ اس Sense میں ''خاتم النبیین''، اس Sense میں ''خاتم النبی'' ہوں گے پھر؟

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، نہیں، میں اپنی بات واضح نہیں کر سکا۔ میں نے یہ کہا کہ اس sensc میں ''خاتم النبیین'' کی مہر کے نتیجے میں ایک لاکھ ۲۴ ہزار پیغمبر آیا ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، وہ تو ٹھیک ہے۔

مرزا ناصر احمد: ہاں۔ پھر وہ۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: پھر وہ future میں بھی وہ۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، اوھو! ہو!۔

جناب یحییٰ بختیار:......مہر جو ہیں، future کے بھی ہیں؟

مرزا ناصر احمد: اس کا ''خاتم النبیین'' کی مہر کے نتیجے میں؟

جناب یحییٰ بختیار: ہاں۔

مرزا ناصر احمد: ہیں؟

جناب یحییٰ بختیار: اور نبی آئیں گے، دروازہ کھلا ہے۔

مرزا ناصر احمد: ''النبیین'' جمع ہے ناں۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی۔

مرزا ناصر احمد: بہت سارے نبی۔ کچھ آچکے اور ایک آگیا۔

جناب یحییٰ بختیار: اچھا، یہ آپ اس کا مطلب لے رہے ہیں!

مرزا ناصر احمد: ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: اب، مرزا صاحب! ایک اور حوالہ۔ میرے خیال میں شاید آپ نے اس کا جواب دے دیا ہے۔۔۔ مگر میں پھر پڑھ کر سناتا ہوں آپ کو۔ یہ ''حقیقۃ الوحی'' Page 179۔۔۔ (ایک رکن کی طرف اشارہ کر کے) یہ کہتے ہیں، جی آچکا ہے۔

مرزا ناصر احمد: آچکا ہے؟

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، آچکا ہے، کیونکہ خود میں نے نوٹ کیا ہے اس کا Page نمبر۔

پھر ایک اور حوالہ ہے، یہ بھی ''حقیقۃ الوحی'' سے ہے۔۔۔۔ نہ، ''آئینہ کمالات'' صفحہ۔۔۔:

> ''جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ ضروری ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ہستی کا احترام کرے۔''

رکن سے) یہ بھی آچکا ہے؟

ناصر احمد سے) یہ بھی، کہتے ہیں، آچکا ہے۔

یہ ہے ''سیرۃ الابدال'' صفحہ ۱۹۳۔ میرے خیال میں صفحہ یہ ٹھیک نہیں تھا۔ آپ نے کوئی Correct نکالا تھا۔

مرزا ناصر احمد: یہ آچکا ہے۔ اور میں نے آپ کو بتایا تھا کہ سولہ سترہ صفحے کی کتاب میں سے ۱۹ صفحہ نہیں ملا۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں۔ بہر کیف، مجھ سے پوچھتے ہیں، میں Clarify کر رہا ہوں، ۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، میں نے اس کا۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، اسی واسطے میں اس کو verify کر رہا ہوں۔

اب اسی سے تعلق رکھنے والا ''کھڑکی'' کا جو معاملہ آ گیا ہے، ایک سوال یہ کہ آپ کی ت میں کیا کچھ اور لوگوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، مرزا صاحب کے وقت میں یا بعد میں؟

مرزا ناصر احمد: کچھ تھوڑا سا میرا مطالعہ ہے اپنی تاریخ کا، اور میرا خیال ہے کہ امت محمدیہ اروں آدمیوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، نہیں، میں آپ کی پوچھتا ہوں، آپ کی جماعت میں!

مرزا ناصر احمد: ہاں، اب میری جماعت میں سے بھی کچھ لوگ پاگل ہو کے اس میں شامل

جناب یحییٰ بختیار: کھڑکی کھلی تھی!

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، وہ ''کھڑکی'' کا تو پھر میں سنا دیتا ہوں۔ میں نے ایک حوالہ نکالا ہوا ہے۔ ''کھڑکی'' کا۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، نہیں جی، میں ۔۔۔ I hope you don't mind......

مرزا ناصر احمد: نہیں، mind کرنے کی کیا بات ہے۔ آپ یہ حوالہ سن لیں۔ یہ بانی سلسلہ کا حوالہ ہے:

''صاحب انتہائی کمال کا جس کا وجود۔۔۔''

یہ آنحضرت صلعم کے متعلق ہے۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: کس کے متعلق جی؟

مرزا ناصر احمد: ''صاحب انتہائی کمال کا۔۔۔''

یہ لکھنے والے ہیں بانی سلسلہ احمدیہ۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی۔

مرزا ناصر احمد: بیان فرما رہے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔ یہ جو ''کھڑکی'' ہے ناں، وہ مسئلہ حل ہو جائے گا اگر غور سے سنا جائے:

''صاحب انتہائی کمال کا جس کا وجود سلسلہ خط خالقیت میں انتہائی نقطہ ارتفاع پر واقع ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور ان کے مقابل پر وہ خسیس وجود جو انتہائی نقطہ انخفاف پر واقع ہے اسی کو ہم لوگ شیطان سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر شیطان کا وجود مشہود و محسوس نہیں لیکن اس سلسلۂ خط خالقیت پر نظر ڈال کر اس قدر تو عقلی طور ضرور ماننا پڑتا ہے کہ جیسے سلسلۂ ارتفاع کے انتہائی نقطہ میں ایک وجود خیر مجسم ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جو دنیا میں خیر کی طرف ہادی ہو کر آیا۔ اس طرح اس

کے مقابل پر، ذوالعقول میں (عقلمند، عقل رکھنے والے انسان یعنی) ذوالعقول میں انتہائی نقطۂ انسفاد میں ایک وجود شر انگیز بھی جو شر کی طرف جاذب ہو ضرور چاہیے۔ اسی وجہ سے ہر ایک انسان کے دل میں باطنی طور پر بھی دونوں وجودوں کا اثر عام طور پر پایا جاتا ہے۔ پاک وجود جو روح الحق، جو نور بھی کہلاتا ہے۔۔۔"

اب یہاں وہ "کھڑکی" کا یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے:

"...... پاک وجود جو روح الحق اور نور بھی کہلاتا ہے، یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کا پاک اثر بہ جذبات قدسیہ، توجہات باطنیہ، ہر ایک دل کو، ہر انسان کے دل کو خیر اور نیکی کی طرف بلاتا ہے۔ (یہ ان کی دعوت ہے۔) جس قدر کوئی اس سے محبت اور مناسبت پیدا کرتا ہے اسی قدر وہ ایمانی قوت پاتا ہے اور نورانیت اس کے دل میں پھیلتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسی کے رنگ میں آ جاتا ہے اور ظلّی طور پر ان سب کمالات کو پا لیتا ہے، جو اس کو حاصل ہیں۔ اور جو وجود شر انگیز ہے (وہ دوسرا جس کو "شیطان" ہم کہتے ہیں) اس کے اندر بھی ایک جذب ہے۔۔۔"

میں اس کو یہاں چھوڑتا ہوں کیونکہ۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں۔

مرزا ناصر احمد: ...... یہ چند فقرے جو ہیں، یہ وہ "کھڑکی" کا بتاتے ہیں۔ ہر وجود کو آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ جذب کر رہی ہے۔ کچھ لوگ اس اثر کو قبول کرتے ہیں اور کچھ شیطانی خیالات کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ جو قبول کرتے ہیں وہ اپنی اپنی استعداد کے مطابق روحانی رفعتوں کو حاصل کرتے ہیں۔ یہ ایک بڑا اہم بنیادی مسئلہ ہے جسے میرے خیال میں اس وسعت کے ساتھ اسلام نے پیش کیا کہ ہر فرد واحد ایک دائرہ استعداد رکھتا ہے، یعنی جو اس کی فطرت کو قویٰ ملے ہیں۔ یہ نہیں کہ بے حد و حساب ہیں۔ اور ہر فرد اپنے دائرۂ استعداد کے اندر ترقی کر سکتا ہے اور اس کے باہر قدم نہیں رکھ سکتا۔

جناب یحییٰ بختیار: جی بس؟

میں نے یہ پوچھا تھا۔۔۔ کیونکہ مجھے لسٹ دی گئی تھی آٹھ نو آدمیوں کی۔۔۔ کہ یہ احمدی جماعت میں سے انہوں نے نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ تو اسی بارے میں، میں نے پوچھا۔ اس میں سے ایک کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ یہ کوئی صاحب تھے چراغ دین۔ مرزا صاحب نے ان کے بارے میں لکھا کہ:

> ”نفس امادہ کی غلطی نے اس کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے۔ پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جب تک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعویٰ سے ہمیشہ کے لیے مستعفی نہ ہو جائے۔۔۔۔“

مرزا ناصر احمد: ہوں، اپنا وہ توبہ نہ کرے یا؟

جناب یحییٰ بختیار:

> ”......(توبہ نہ کرے)......توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعویٰ سے ہمیشہ کے لیے مستعفی نہ ہو جائے...... ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ایسے انسان سے قطعاً پرہیز کرے۔“

(”دافع البلاء“ صفحہ ۲۶)

تو یہ میں اس واسطے۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، یہ ٹھیک ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: تو میں اس واسطے ضرورت۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ”ایسے انسان“ جو ہیں ناں، فقرہ، اس میں اس کا جواب ہے۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، وہ تو میں نے اس لئے کہا۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ......اس کی تفصیل وغیرہ۔ اور یہ وہ شخص ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل ہوئی اور طاعون سے وہ مر گیا۔

جناب یحییٰ بختیار: اس کو استعفاء کا بھی موقع نہیں دیا گیا کہ نبوت سے استعفاء دیتا بیچارہ!

مرزا ناصر احمد: جی؟

جناب یحییٰ بختیار: موقع بھی آپ کو نہیں دیا کہ نبوت سے استعفاء دے دیتا وہ!

مرزا ناصر احمد: نہیں، اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آ گیا۔ ویسے یہ مسئلہ بڑا سنجیدہ ہے، اس میں تمسخر، اور ہنسی کی بات نہیں آنی چاہیئے، ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، اس detail میں نہیں جاتا، میں نے صرف یہ۔۔۔

(Pause)

یہ ہے جی ''چشمہ معرفت'' Page 91:

> ''یعنی خدا وہ خدا ہے، جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجاتا۔۔۔''

مرزا ناصر احمد: ''بھیجا'' ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں ''بھیجاتا'' ۔۔۔نہ، میں پھر پڑھتا ہوں:

> یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے، یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ظہور میں نہیں آیا ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو۔ اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے۔ گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا، کیونکہ اس عالمگیر غلبہ کے لیے تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو پہلے زمانے میں نہ پائے گئے ہیں۔''

یہ آپ دیکھ لیجیئے، میں نے ٹھیک شاید نہ پڑھا ہو کیونکہ وہ۔۔۔

مرزا ناصر احمد: مجھے دیں میں پڑھ کے یہیں سے جواب دے دیتا ہوں۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی ٹھیک ہے۔

مرزا ناصر احمد: دیر نہیں لگے گی۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی۔

(Pause)

مرزا ناصر احمد: ہاں جی، فارغ ہو گئے آپ؟

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی، آپ فرمایئے۔

مرزا ناصر احمد: یہ جہاں سے پڑھا گیا ہے اس سے کچھ پہلے سے پڑھا جائے تو معا
صاف ہو جاتا ہے۔ یہاں بانی سلسلہ احمدیہ نے لکھا ہے: (عربی)

''وَ اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ۔۔۔''

وہ پہلے ایک وہ ماضی کا بیک گراؤنڈ لکھ کے:

''۔۔۔وہ تب خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی
علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا۔ تا بذریعہ اس تعلیم قرآنی کے جو تمام عالم کی طبائع کے۔
مشترک ہے دنیا کی تمام متفرق قوموں کو ایک قوم کی طرح بنا دے۔۔۔''

یہ آپ نے توجہ نہیں کی، اس لئے میں پھر پڑھتا ہوں:

''تب، خدائے تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا حضرت محمد مص
صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تا بذریعہ اس تعلیم قرآنی کے جو تمام عالم کی طبا
کے لیے مشترک ہے دنیا کی تمام متفرق قوموں کو ایک قوم کی طرح بنا دے (یہا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی دی گئی تھی) اور جیسا کہ وہ واحد لاشر

ہے، ان میں بھی ایک وحدت پیدا کرنے، (بخلقہٗ باالاخلاق اللہ قومی۔۔۔) اور تا وہ سب مل کر ایک وجود کی طرح اپنے خدا کو یاد کریں اور اس کی واحدنیت کی گواہی دیں اور تا پہلی وحدت قومی جو ابتدائے آفرینش میں ہوئی (جب انسان تھوڑے تھے۔۔۔ آدم کے وقت میں) اور آخری وحدت اقوامی جس کی بنیاد آخری زمانے میں ڈالی گئی (اور یہاں ”آخری زمانہ“ سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے) یعنی جس کا خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معبوث ہونے کے وقت میں ارادہ فرمایا (یہ آگے میں نے، جو غلطی ہوئی وہ میں نے کر دیا) یعنی جس کا خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معبوث ہونے کے وقت میں ارادہ فرمایا۔ یہ دونوں قسم کی وحدتیں خدائے واحد لاشریک کے وجود اور اس کی واحدنیت پر دوہری شہادت ہو کیونکہ وہ واحد ہے اس لیے اپنے تمام نظام جسمانی اور روحانی میں وحدت کو دوست رکھتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں، اس لیے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لیے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں، زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ اور اس تکمیل کے لیے اسی امت میں سے (ایک نائب رسول) ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور زمانہ محمدی کے آخر میں مسیح موعود ہیں۔ (زمانہ محمد یہ ہیں دونوں) اور یہ ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو۔۔۔“

کچھ میں بیچ میں لفظ اپنی طرف سے وضاحت کے لیے بیان کرتا ہوں:

"۔۔۔ جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے۔ اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے:

ہو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ ودین الحق یظہرہٗ علی الدین کلہٖ ط

(یہ قرآن کریم کی آیت ہے) یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا (مثلاً امریکہ میں اس وقت اسلام نہیں پہنچا، پہلی تین صدیاں، جس کے متعلق پہلے ذکر کر چکا ہوں) اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشین گوئی میں کچھ تخلف ہو، اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ (جس کی بشارت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تھی یہ عالمگیر غلبہ آپ کے روحانی فرزند ہم کہتے ہیں) مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا کیونکہ اس عالمگیر غلبہ کے لیے تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو کسی پہلے زمانہ میں (یعنی زمانہ محمدی چل رہا ہے اس میں) وہ پائے نہیں گئے۔"

جن اشیاء کی، جن اسباب کی، جن مادی ذرائع کی ضرورت تھی اس عالمگیر غلبہ کے لیے، وہ اس زمانہ میں اللہ نے مہیا کر دیں جس زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی نے پورا ہونا تھا کہ اسلام ساری دنیا پر غالب آ جائے گا۔ اور ہاں، ذرا ایک ۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی۔

ہوں تو آپ سنیں۔

اہل سنت والجماعت کا لٹریچر جب ہم پڑھتے ہیں تو تفسیر ابن جرید میں ہے کہ:

قال عن ابوهريره فى قوله ينظـهره على الدين كله

یعنی ابوہریرہ نے روایت کی قرآن کریم کی اس آیت کے متعلق جو ابھی اس میں آئی ہے مضمون میں:

”قال حین خروج عیسیٰ ابن المریم“۔

کہ یہ وعدہ خدا تعالیٰ کا عالمگیر غلبے کا جو ہے، وہ عیسیٰ ابن مریم کے ظہور کے وقت پورا ہوگا۔

اسی طرح تفسیر ابن جرید میں ابوجعفر سے یہ روایت کی ہے:

يقول ليظـهرهٗ على الدين كلهٖ

وہی آیت ہے:

قال اذا خرَجَ عيسىٰ عليهِ اسلام اِتباَ عَهٗ اهلُ كُلِّ دينِ

یعنی جب حضرت مسیح ظاہر ہوں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک محبوب متبع، تو ان کے زمانہ میں یہ آئے گا۔

اسی طرح تفسیر حسینی میں ہے کہ:

تا اهل بدانند ابن دين را على الدين كلهٖ

برهمه كيش و ملت بوقت نزول عيسىٰ

انہوں نے بھی اس کے یہی معنی کیے ہیں۔

اسی طرح پر ”غرائب القران“ میں ہے، ایک اور تفسیر ہے۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: وہ تو ہے، ٹھیک ہے، مرزا صاحب! وہ میں سمجھ گیا۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، بس ٹھیک ہے۔ تو۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ......اب تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کامل غلبہ مسیح موعود کے زمانے میں ہونا تھا اور آنحضرت کے زمانے میں نہیں ہونا تھا، اللہ کی یہی۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہ، نہ، پھر یہی۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: وہ ایک بات میں سمجھ گیا۔ آپ نے زمانے کے دو مطلب لیے۔۔۔۔ ایک تو ان کا زمانہ ہمیشہ جاری رہے گا۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہمیشہ جاری رہے گا۔

جناب یحییٰ بختیار: دوسرا ان کا limited life time کا ہے۔

مرزا ناصر احمد: اس کو ملت اسلامیہ میں۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں۔

مرزا ناصر احمد: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نشاۃِ اولیٰ اور نشاۃِ ثانیہ کا نام دیا جاتا ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: وہ تو ہمیشہ رہا ہے۔

مرزا ناصر احمد: جی۔

جناب یحییٰ بختیار: پھر زندگی کا معاملہ ہے کہ اپنیؐ حیات میں، جیسا کہ آپ کہتے ہیں، امریکہ تک نہیں پہنچ سکا اسلام۔ تو کیا مرزا صاحب کی حیات میں دنیا پر سارا کامل غلبہ ہو گیا؟

مرزا ناصر احمد: ہاں، یہ میرا قصور ہے، میں نے واضح نہیں کیا۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ آپؐ کی حیات میں امریکہ تک نہیں پہنچ سکا۔ میں نے یہ کہا کہ آپؐ کے متبعین نے، جن کے متعلق یہ بشارت تھی کہ تین سو سال تک وہ دینی روح کے ساتھ اسلام کو غالب کرنے کی، پھیلانے کی کوشش کرتے رہیں گے، بحیثیت مجموعی، ان تین سو سالوں میں ان کی کوششوں کے نتیجے میں عالمگیر غلبہ اسلام کو نہیں ہوا۔ یہ تاریخی ایک حقیقت ہے، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، پھر تین سو سال کے لیے۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: اور، اور نہیں۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، وہی بات آجاتی ہے، مرزا صاحب!۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، آں۔

جناب یحییٰ بختیار: ...... کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جو تین سو سال کا تھا، اس میں غلبہ نہیں ہوا، مرزا صاحب کے تین سو سال میں ہو جائے گا، آپ نے یہ پہلے بھی کہا۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ''ہو جائے گا'' اس لیے میں کہتا ہوں کہ قرآن کریم کی۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: لیکن آپ کا عقیدہ ہے؟

مرزا ناصر احمد: نہ، میرا اور میرے بزرگ سلف صالحین کا یہ عقیدہ ہے۔ امت مسلمہ ۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، ان کے زمانے میں۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ...... ہر صدی میں۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ان کا زمانہ بھی تین سو سال کا ہے، اس میں یہ ہو جائے گا۔

مرزا ناصر احمد: یہ تو امت مسلمہ کا بغیر اختلاف کا مسئلہ ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، امت محمدیہ کا تو یہ ہے۔ مگر یہ تو یہ کہتے ہیں کہ کیونکہ یہ غلبہ نہیں ہوا یہ مسیح موعود نہیں تھے، یہ تو inference اتنی صاف نظر آرہی ہے۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ پیشین گوئیاں پوری ہوئیں جو کسریٰ کی حکومت اور قیصر کے متعلق تھیں۔ تو امت مسلمہ نے اس بات کو تسلیم کیا قیامت تک کے لیے جو بھی غلبہ اسلام اور اسلام کے استحکام اور اس کی طاقت کے لیے کام ہے وہ اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتا ہے، اور کسی اور شخص کی طرف ہو

ہی نہیں سکتا اس کا رجوع، کیونکہ جو کچھ اس نے پایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل پایا۔

جناب یحییٰ بختیار: یہ آج کا ہے جی پہلے بھی۔ میں صرف اس پر وہ مزید Clarification کرنا چاہتا تھا۔ وہ ہو چکا ہے۔ ابھی میں اور نہیں آپ کا وقت لوں گا اس پر۔

آپ نے کل فرمایا تھا مرزا صاحب! کہ غالباً آٹھارہ سو۔۔۔

مرزا ناصر احمد: جی۔

جناب یحییٰ بختیار: ......غالباً ۱۸۹۱ء میں، مرزا صاحب نے نبوت کا یا مسیح موعود کا دعویٰ کیا۔

مرزا ناصر احمد: جی۔

جناب یحییٰ بختیار: تو اب ایک سوال یہ ہے۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ایک تو سوال تھا ناں کہ مہدی سوڈانی کا زمانہ کون سا تھا۔

جناب یحییٰ بختیار: وہ تو میں نے دیکھ لیا۔ ۱۸۸۵ء۔۔۔

مرزا ناصر احمد: وہ ۱۸۸۵ء تک۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، یعنی۔۔۔

مرزا ناصر احمد: آخری جنگ ان سے۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب کی تقریباً ساری زندگی Contemporary رہی ہے۔ مرزا صاحب کی پیدائش، جو آپ نے یہاں دی ہے، وہ ۱۸۳۵ء وہ ۱۸۳۴ء۔۔۔

مرزا ناصر احمد: وہ ایک روایت کے لحاظ سے ۱۸۴۸ء۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، یعنی جو بھی ہو، جیسے۔۔۔

مرزا ناصر احمد: اور ان کی وفات ہوئی ہے ۱۸۸۵ء میں۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، یہ ہے۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہیں ناں، ۱۸۸۵ء؟

جناب یحییٰ بختیار: یہ درست ہے۔

مرزا ناصر احمد: اور آپ نے دعویت کیا مسیحیت کا ۱۸۹۱ء میں۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، وہ بھی درست ہے۔

مرزا ناصر احمد: چھ سال کے بعد۔

جناب یحییٰ بختیار: وہ میں نے کہا زندگی Contemporary جو تھی ناں۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: یعنی ان کے دودھ پینے کا زمانہ، پوتڑوں میں، بچوں میں کھیلنے کا زمانہ۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، نہیں، مرزا صاحب! وہ نہیں ہے۔ مہدی صاحب ۱۸۳۴ء میں پیدا ہوئے، مرزا صاحب ۱۸۳۴ء میں پیدا ہوئے، تو پوتڑوں میں بھی اکٹھے رہے تھے، ایک ہی زمانے میں۔ جوانی بھی اکٹھی تھی تقریباً ان کی۔۔۔

مرزا ناصر احمد: مگر ہمارا زیر بحث مضمون۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ......اور دعویٰ کا زمانہ بھی اکٹھا ہی تھا۔

مرزا ناصر احمد: ہمارا زیر مضمون بحث۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، آپ کہتے ہیں کہ۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ......آیا اور دایہ کا نہیں ہے۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں۔

مرزا ناصر احمد: ......سوال یہ ہے کہ مہدی سوڈانی کے بچپن سے ہمیں غرض نہیں۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں یہ نہیں کہتا۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ......لیکن دعوئے مہدویت سے ہمیں غرض ہے۔ مہدی سوڈانی کے دعوائے مہدویت اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ اسلام کے دعوائے مہدویت میں ایک دن بھی Contemporary نہیں ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، یہ ٹھیک ہے۔ یہ آپ نے جو کہا ہے، اس کے مطابق ان کا دعویٰ پہلے کا ہے، اور جیسے آپ نے کہا، مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں کیا۔

مرزا ناصر احمد: وہ تو مارے گئے تھے ۱۸۸۵ء میں۔

جناب یحییٰ بختیار: وہ ۱۸۸۵ء میں وفات پا چکے تھے۔

نہیں۔ ابھی دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب کہ یہ نبوت یک لخت ملی یا بتدریج ملتی رہی؟

مرزا ناصر احمد: مطلب نہیں سمجھا میں۔

جناب یحییٰ بختیار: کیا مرزا صاحب کو یہ شک تھا کہ وہ نبی نہیں ہیں۔۔۔۔ کچھ عرصہ کے لیے؟

مرزا ناصر احمد: میرے نزدیک تو نہیں تھا۔

(Pause)

میں واضح کر دوں تا کہ اگلا سوال نہ آ جائے۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: میرے، مجھ پر۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ......جواب یعنی ساتھ ہی یہاں دے دوں میں۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: میں، یہاں پر سوال جو ہے ناں جی۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، میں کہتا ہوں، شاید میرا جواب۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، سوال میں پھر پڑھ دیتا ہوں کیونکہ۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں۔

(Pause)

Mr. Chairman: Five minutes' break?

(ایک رکن سے) آپ جانا چاہتے ہیں، صرف آپ؟ جائیں۔

جناب یحییٰ بختیار: کیا مرزا صاحب کو یکلخت نبوت دی گئی۔ یا تدریجاً؟ اور کیا کسی اور نبی کو بھی تدریجی طور پر نبوت ملی ہے؟ یہ سوال تھا مولانا ہزاروی صاحب کا۔ وہ۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ''یہ تدریجی طور پر نبوت ملی ہے'' کا میں مطلب نہیں سمجھا تاں، میں یہی کہہ رہا ہوں۔

جناب یحییٰ بختیار: یعنی graduation ہوئی stage by stage یا یک دم؟

مرزا ناصر احمد: نہیں، ہاں میں اپنی جو نا سمجھی ہے اس کو ذرا explain کرتا ہوں۔ جب ہم اس Universe پر نظر ڈالتے ہیں تو سارے universe میں تدریج اور ارتقاء کا قانون الٰہی ہمیں کام کرتا نظر آتا ہے۔ بچہ ہے، ہیرے کا بننا ہے، galaxies ہیں۔ اور اگرچہ سائنسدان کہتے ہیں کہ۔۔۔ وہ اپنے ہیولے میں galaxies ایک 'کن' کے ساتھ اللہ تعالیٰ پیدا کر دیتا ہے۔۔۔ لیکن اس کی آگے سے ڈیویلپمنٹ جس طرح نظام سورج کی ہوئی، وہ مختلف حالات میں سے گزرتا ہے۔ جب ہم انبیاء کی زندگی پر نگاہ ڈالتے ہیں۔۔۔ یہ ہے ذرا نازک مسئلہ، ذرا سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔۔۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر آیت ''خاتم النبیین'' نبوت کے سترہویں سال نازل ہوئی تھی۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، وہ تو جیسے آیات آتی رہیں، مگر نبوت تو ان پر ایک دم آئی۔ یہ نہیں کہ ان کو کبھی شک تھا کہ ''میں نبی ہوں یا نہیں''۔

مرزا ناصر احمد: حضرت مسیح موعودؑ کو، جس معنی میں آپ شک کہہ رہے ہیں، وہ شک نہیں تھا۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، کسی معنی میں آپ بتائیں کیا شک تھا؟

مرزا ناصر احمد: ہاں، بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

ہیں، تمثیلی زبان میں، میری امت کے انبیاء کو بھی، میری امت کے علماء کو بھی انبیاء کہا جا سکتا ہے، تمثیلی زبان میں۔ جب آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کا لفظ آتا آپ کے لیے، تو اس وقت آپ یہ سمجھتے تھے کہ میں...... وہ نبوت ہے میری، جو 'علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل' والی ہے۔

لیکن یہاں جو اصل وہ ہے Confusion، وہ نبوت اور رسالت کے متعلق ہے۔ ''نبی'' کے معنی کسی کی طرف بھیجا جانا یا ہدایت کا بیڑا اٹھانے والا، وہ نہیں ہے، ''نبوت کے معنی ہیں خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر آگے اطلاع دینے والا۔ تو خدائے تعالیٰ اطلاعیں دیتا تھا، آپ سمجھتے تھے کہ اس میں جو لفظ ''نبی'' ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کے علماء کے لیے ''نبی'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! اللہ میاں نے اپنے آپ کو clear نہیں کیا۔ کہ آپ بھی نبی ہیں؟ نہیں، میں، آپ گستاخی معاف کریں۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، اس میں چونکہ تمسخر آ جاتا ہے، ایک۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: میرا وہ مطلب نہیں ہے۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، میں بتاتا ہوں، میں مجبور ہو جاتا ہوں۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، نہیں میں، دیکھیے......

مرزا ناصر احمد: ......کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کوئی مثال نہ دوں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں، میں کہتا ہو کہ۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، یہ میری ہے یہ کہ میرے دل میں بڑا وہ پیار ہے، میں فدائی ہوں۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں کہتا ہوں، مرزا صاحب! چونکہ میرے سامنے ایک حوالہ تھا، میں نے کہا کہ گستاخی معاف، میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں ایسے مسئلے پر کوئی مذاق کی بات کروں۔ مرزا صاحب نے کسی جگہ فرمایا ہے۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، وہ سامنے آ جائے تو میں بتا دیتا ہوں۔

جناب یحییٰ بختیار:

''میں پہلے یہ سمجھتا تھا کہ میں نبی نہیں ہوں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی وحی نے مجھے اس خیال پر رہنے نہ دیا۔''

مرزا ناصر احمد: یہ اگر مجھے دیں تو اس کا پہلا حصہ میں پڑھ دیتا ہوں، اس سے واضح ہو جائے گا۔

جناب یحییٰ بختیار: میرے پاس اس کا سوال ہے جی۔ یہ رپورٹ ہوا ہے۔

مرزا ناصر احمد: اس کا جواب اسی کے پہلے دو صفحوں کے اندر ہے موجود۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، تو میں یہی کہتا ہوں ناں، پہلے ان کو doubt تھا۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد:...... نہیں۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار:...... پھر وحی کے۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: جب ہمارے سامنے وہ ہے ہی نہیں کتاب، تو اپنی طرف سے میں philosophies کیوں کروں؟

جناب یحییٰ بختیار: یعنی اس حوالے سے انکار ہے، پھر تو میں آگے نہیں چلتا۔

مرزا ناصر احمد: میں اس حوالے سے اس معنی سے انکار کرتا ہوں۔ جو اس حوالے کو پہنائے جا رہے ہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، تو میں کہتا ہوں معنی آپ بتا دیجئے۔

مرزا ناصر احمد: تو مجھے کتاب دیں، میں بتاتا ہوں۔

جناب یحییٰ بختیار: یہ ''الفضل'' سے ہے جی۔ اس میں۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، تو ''الفضل'' دیں۔

جناب یحییٰ بختیار: ''الفضل'' ۳/ جنوری، ۱۹۴۰ء۔

مرزا ناصر احمد: ہیں جی؟

جناب یحییٰ بختیار: ۳؍جنوری، ۱۹۴۰ء۔

مرزا ناصر احمد: جنوری، ۱۹۴۰ء

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی، اس میں وہ آجاتا ہے ناں حوالہ کہ۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں، نہیں اس میں ہوگا، حوالہ کس کتاب کا ہے؟

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، اس میں ہوگا، یہاں نہیں ہے ناں میرے پاس۔

مرزا ناصر احمد: اچھا آپ کے پاس نہیں ہے؟

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، میرے پاس ہوتا تو میں معنی پہلے بتاتا، ''الفضل'' کا ذکر نہ کرتا۔

اب دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے یکلخت نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔۔۔ وجہ جو بھی آپ نے بتائی۔۔۔

مرزا ناصر احمد: میں نے تو یہ بتایا ہے کہ میں اس کی وضاحت نہیں کر سکا کیونکہ میرے سامنے کتاب نہیں ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، اس سے پہلے کی۔ اس سے پہلے جو بات ہے ناں میں نے جو کہا تدریجاً۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، وہ تو میں نے ایک۔۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: ...... ''تدریجاً'' جو میں نے کہا ناں، اس پر تو آپ نے کہا کہ یہ ایک۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ''تدریج'' کا لفظ جو ہے ناں، ہمیں پہلے اس سے معنوں کی تعین کرنی پڑے گی۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں نے یہ کہا جی کہ۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: پھر میں نے آپ کو بتایا کہ قانون قدرت سارے عالمین، the whole

ں تک اور یہ سورج وغیرہ کا جو نظام ہے اور Galaxies---

جناب یحییٰ بختیار: یا ایک اور وجہ یہاں کسی نے دی ہے مجھے۔ ''براہین احمدیہ'' کا حصہ پنجم ۵ ہے، Fifty Four---

مرزا ناصر احمد: یہ دیکھیں گے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، تو اس میں یہ کہتے ہیں:

''اور یہ الہامات اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے جبکہ علماء مخالف ہو گئے تھے، وہ لوگ ہزارہا اعتراض کرتے۔ لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کیے گئے جبکہ یہ علماء میرے موافق تھے۔ یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوش کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ اس کو قبول کر چکے تھے۔ اور سوچنے پر ظاہر ہو گا کہ میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہیں میں میرا نام خدا نے عیسیٰ رکھا۔ اور جو مسیح موعود کے حق میں آئتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس پیچ میں پھنس گئے۔

یہ اس سے یہ مجھے جو impression ملتا ہے--- آپ سمجھیں گے کہ پھر میں گستاخی کر رہا
۔ کہ وہ ان پر آئتیں آ گئیں، ان کو علم ہو گیا نبی ہیں، مگر چونکہ علماء کا پہلے ان کو خطرہ تھا کہ
ن کریں گے اس لیے کچھ مدت خاموش رہے۔ ان کو جب win over کیا تو اس کے بعد
ہا کہ بھئی یہ...... یہ آپ دیکھ لیں کہ اس کا کیا مطلب ہوتا ہے۔

مرزا ناصر احمد: میں، مجھے، میں تو دیکھوں گا، مگر آپ کو سارا وہ بیک گراؤنڈ پتہ نہیں تو آپ

جناب یحیٰ بختیار: نہیں، مرزا صاحب! میری تو ڈیوٹی ہے ناں کہ آپ کے۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، نتیجہ نہ نکالیں۔

جناب یحیٰ بختیار: نہیں، کیونکہ impression جو ہے میں آپ کو convey نہ کروں۔۔۔

مرزا ناصر احمد: کریں ضرور کریں۔

Mr. Yahya Bakhtiar: ..... تو I will be Failing in my duty.

مرزا ناصر احمد: ہاں، ضرور کریں، وہ تو سوال کا حصہ بن گیا۔

جناب یحیٰ بختیار: ہاں، تو اس واسطے میں نے کہا یہ impression ہے، تا کہ آپ پورے اس impression کو دور کریں۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ٹھیک ہے۔

جناب یحیٰ بختیار: ...... کہ یہ ان کو معلوم تھا، ان پر آئتیں آ چکی ہیں، ان پر الہامات آ چکے تھے۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، ٹھیک ہے، یہ چیک کریں گے جی۔

جناب یحیٰ بختیار: ہاں، مصلحتاً انہوں نے مناسب نہیں سمجھا کہ ان کا پہلے اظہار کریں۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں، میں سمجھ گیا، اور کل کے لیے بنیاد پڑ گئی۔

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, Should we have 5-10 minutes break.

Mr. Chairman: Short break of 10 minutes. Then we meet at...

Mirza Nasir Ahmad: Short break. Then?

Mr. Chairman: Ten....

Mr. Yahya Bakhtiar: We will meet for a little while. But I would like to finish as soon as possible....

Mr. Chairman: Ten minutes; 10-15 minutes.

Mr. Yahya Bakhtiar: .... That is my effort, because.....

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں، یہ کتابیں مل جائیں گی، میں کوشش کرتا ہوں کہ ابھی کتابیں مل جائیں---

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، مل جائیں، اگر ہو جائیں تو---

Mr. Chairman: Yes, about fifteen minutes. Then about 9.05, yes.

The House is adjourned for 15 minutes short break.

(The Delegation left the Chamber)

The Special Committee adjourned to meet at 9:05 p.m.

The Special Committee re-assembled after break, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair

جناب چیئرمین: ہاں، بلا لیں جی ان کو؟ بلا لیں جی؟

Mr. Yahya Bakhtiar: Yes, Sir.

جناب چیئرمین: جب تک آپ چلائیں گے۔ باقی سب چاہتے ہیں کہ جلدی ختم ہو۔ چار ہیں ممبر صاحبان، ان کو منا لیں۔ ایک مولانا عطاء اللہ، ایک سید عباس حسین گردیزی صاحب---

ڈاکٹر محمد شفیع: ایک میں بھی ہوں جی ان میں سے۔ Important کچھ questions رہ گئے ہیں، ان کو پوچھ لیں، ورنہ یہ نامکمل سا کام رہ جائے گا۔ پبلک بھی ہم سے یہ پوچھتی ہے۔

جناب چیئرمین: اچھا، یہ پانچویں بھی! چھٹے صاحب بھی اگر کوئی کھڑا ہونا چاہتے ہیں تو ابھی بتا دیں؟ پانچ میں نے pin-point کر لیے ہیں جی۔

ابھی نہ بلائیں جی ان کو۔ جناب! ایک مولانا عباس حسین گردیزی صاحب، ایک میاں عطاء اللہ صاحب، ایک حاجی مولا بخش سومرو صاحب، ایک مولانا ظفر احمد انصاری صاحب۔ ہاؤس کی رائے میں دس بجے لوں گا...... After their ......

مولانا محمد ظفر احمد انصاری: کیا خطاء ہوئی ہے ہم لوگوں سے؟

جناب چیئرمین: کہ پانچ آدمی چاہتے ہیں ابھی یہ چلے۔ نہیں اب minimize ہو رہا ہے۔ اب definite...... جی؟

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: بات صحیح ہے ویسے سر! جب ہم یہ اتنے روز یہاں بیٹھ گئے ----

جناب چیئرمین: ہاں۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: ...... اور اتنے دن تک چلایا ہے تو اور اگر دو چار روز چل جائے تو کیا حرج ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، دو چار روز نہیں چلے گا، حتمی بات ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: جی؟

جناب چیئرمین: آپ آج کا دن کریں، ایک sitting میں آپ pinpoint کر لیں questions، جی، definite questions جو ہیں وہ pinpoint کر لیں۔ یہ اب دو ہفتے ہو گئے ہیں، ہاں۔ کچھ موضوعات اگلی اسمبلی کے لیے بھی چھوڑ دیں ناں جی، جو آپ کے successors ہیں، انہوں نے بھی کچھ فیصلے کرنے ہیں۔ یہ تو نہیں کہ آپ نے قیامت تک کے تمام فیصلے کر دینے ہیں۔ ابھی کئی اسمبلیاں آتی رہیں گی، ہاں۔ تو ایک صدی کا ایک اسمبلی تو نہیں کر سکتی ناں جی۔

بلا لیں جی ان کو دس بجے تک جی۔ دس، سوا دس تک جی That's all دس، سوا دس۔ نہیں، اب نہیں۔

(The Delegation entered the Hall)

Mr. Chairman: Yes, Mr. Attorney-General?

جناب یحییٰ بختیار: کچھ آپ۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، یہ دس منٹ میں کیا کر سکتا تھا، یہاں کتاب نہیں تھی۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، تو پھر وہ دیکھ لیں گے۔ جی اس میں۔

جناب چیئرمین: وہ کل کے لیے رہنے دیں۔

مرزا ناصر احمد: ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: اس میں بھی وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ page بھی ان کا غلط ہے۔ پتہ نہیں کیا۔ وہ بھی دیکھ لیں گے اس میں۔ یہاں نہیں ہے ان کے پاس ورنہ میں دے دیتا۔

مرزا ناصر احمد: page غلط ہے تو میں۔۔۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، یعنی وہ شاید وہ بتا دیں گے۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں، ٹھیک ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: بعض دفعہ page ٹھیک ہوتا ہے، کتاب غلط ہو جاتی ہے۔ کچھ پتہ نہیں ہوتا اس پر۔ میرے لیے بڑی مشکل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آپ بھی difficulty ہے اتنی کتابوں میں Trace out کرنا۔ بعض ایسے ہیں جو کہ علم میں ہوتی ہے بات تو پھر وہ آسان ہو جاتی ہے۔

اب مرزا صاحب! میں نے آپ کو request کی تھی کہ لاہوری جماعت نے کچھ extract دیئے تھے۔ اس پر اگر آپ کچھ Comment کریں تو آپ کی مرضی ہے، ورنہ میں نہیں چاہتا کہ۔۔۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، نہیں میں وہ کچھ Comment نہیں کرنا چاہتا۔

جناب یحییٰ بختیار: اس واسطے میں I don't want to embarrass you----

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: ......تو اس واسطے میں نے کہا کہ اس میں کچھ حوالے دیئے ہیں----

مرزا ناصر احمد: جی، ہمارے، اس کے وہ حوالے ہمارے ''محضر نامہ'' میں بھی ہیں۔ ان دونوں کا مقابلہ کریں گے، اس کا جواب آ چکا ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، تو یہی میں نے کہا کہ اگر آپ Comment کرنا چاہیں کہ اس لیے میں نے request کی تھی۔

تو اس لیے اب میں ...... I won't waste----

مرزا ناصر احمد: نہیں، اس کو واپس کر دیں، یا رکھ سکتے ہیں؟

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، واپس کر دیتے ہیں----

مرزا ناصر احمد: (اپنے وفد کے ایک رکن سے) ہاں، نکالو جی۔ ہاں یہی پوچھا ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ......کیونکہ یہ آفیشل ریکارڈ ہے۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں، ٹھیک ہے۔ میں نے صرف پوچھا ہے۔ ہاں، یہ وہاں رہ گیا۔ صبح انشاءاللہ واپس کر دیں گے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی، ٹھیک ہے۔

(Pause)

جناب یحییٰ بختیار: ایک مرزا صاحب! سوال ہے: کیا مرزا صاحب نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں یہ لکھ کر دیا تھا کہ وہ آئندہ اپنے مخالفین کے خلاف۔ ایسے الہامات شائع نہیں کریں گے جس میں ان کے مخالفین کی موت یا تباہی کا ذکر ہو یا ان کی کوئی بدکلامی سمجھی جائے۔

مرزا ناصر احمد: یہ کہاں ہے، حوالہ کہاں ہے؟

جناب یحییٰ بختیار: ہیں جی؟

مرزا ناصر احمد: کوئی حوالہ ہے یہاں؟

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، یہ انہوں نے ایسے ہی سوال پوچھا ہے کہ کوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کیس فائل ہوا تھا، کسی نے defamation کا کیس فائل کیا تھا۔ this is what this report says.

مرزا ناصر احمد: ہاں، وہ کیس میں پڑھ دوں گا۔ یہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، اگر آپ کے پاس ہو یہاں ---

مرزا ناصر احمد: نہیں، یہاں تو نہیں ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، نہیں، اگر آپ کے ---

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں، ٹھیک ہے۔ وہ ذرا لمبا جواب ہوگا، پندرہ بیس منٹ کا۔

جناب یحییٰ بختیار: آپ اگر مختصر کر سکیں تو۔ you are quite capable of it, I know.

Mirza Nasir Ahmad: No. I am not. Very humble.....

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، اس میں نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا بھی اپنا نقطہ نظر ہے۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں یہ کہتا ہوں ---

مرزا ناصر احمد: نہیں، وہ صاحب...... اصل ہم یہاں اس لیے بیٹھے ہیں کہ مسائل آپس دلہ خیال کر کے سمجھ لیں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں جی بہت کوشش کر رہا ہوں کہ اس کو ختم کر سکوں، جتنی جلد ہو بونکہ اتنا مسئلہ ہے کہ بولتے رہیں تو اس پر کوئی time limit ---

Mirza Nasir Ahmad: ہاں، ہاں، no end to it.

جناب یحیٰ بختیار: تو جو ایشو ہے ریزولیوشن میں، اس کے مطابق جو چیزیں آسکتی ہیں، بعض چیزیں ایسی ہیں کہ بعض ممبر صاحب......ان کا آرڈر میں Carry out کر رہا ہوں، ورنہ ایسی بات نہ ہوتی کہ میں آپ کو......

مرزا صاحب! میں نے اس دن آپ سے ایک مضمون پر بات کی۔ پھر میں نے اس لیے چھوڑ دیا کہ جہاد کا مسئلہ بیچ میں آتا تھا۔ وہ اس پر سوال نہیں تھے ہوئے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ آزادی کے لیے اسلام جنگ کی اجازت دیتا ہے کہ اپنے ملک میں آزادی پیدا کی جائے؟

مرزا ناصر احمد: وہ تو جواب میں نے دے دیا تھا، میرا خیال ہے اس کا جواب دے دیا ہے میں نے۔

جناب یحیٰ بختیار: نہیں، آپ نے کہا تھا کہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں، خون خرابہ کرتے ہیں۔ یعنی پھر بعد میں، شاید میں نے عرض کیا تھا کہ شاید بعد میں پھر اس سوال پر آؤں گا۔ تو اب سوال یہ تھا کہ ۱۸۵۷ء میں۔۔۔ اس پر میں نے کچھ سوال آپ سے پوچھے اور آپ نے بڑی تفصیل سے جواب دیئے۔۔۔

مرزا ناصر احمد: غدر کے متعلق۔

جناب یحیٰ بختیار: ......کیونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بھی آزادی کی جنگ تھی۔ آپ نے یہ کہا کہ لوگوں کو مارا۔ لوٹا، بچوں کو مارا، لوٹا، بچوں کو مارا، کئی چیزیں ہوئیں اس میں، اس لیے کوئی اس کو justify نہیں کر سکتا۔ اور میں آپ سے پورا اتفاق کرتا ہوں کہ ایسی چیزوں کو کوئی justify نہیں کرتا۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب برصغیر ہندو پاک میں آزادی کی تحریک چلی، پاکستان کے قیام کے لیے تحریک چلی، وہ بھی آزادی کی جنگ تھی، وہ بھی اسی انگریز کے خلاف تھی، تو اس دوران میں کیا ظلم نہیں ہوئے، کیا عصمتیں نہیں لوٹی گئیں، دونوں طرف سے کیا لوٹ مار نہیں ہوئی؟

مرزا ناصر احمد: آزادی کی جنگ کے دوران نہیں ہوتی، اس کا پھل توڑنے کے لیے لاتیں تڑوائی گئیں، جانیں دی گئیں، عصمتیں لٹائی گئیں۔

جناب یحییٰ بختیار: میں، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ ایسی حرکتیں ہوئیں۔ جن لوگوں نے یہ حرکتیں کیں، کس نے لوٹ مار کی، کس نے بدامنی پھیلائی، کسی نے برے کام کیے، قتل کیے۔ اس کی وجہ سے آزادی کے جو رہنما تھا، لیڈر تھے، ان کو تو Condemn نہیں کر سکتے ہیں کہ چور ہیں، قزاق ہیں، یہ تو نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ان کو نہیں کہا جا سکتا تو ۱۸۵۷ء کے بھی جو لیڈر تھے جو نیک نیتی سے ملک کی آزادی چاہتے تھے، ان کو بھی نہیں کہا جا سکے گا۔

مرزا ناصر احمد: جو اس وقت...... ہاں، میں بتاتا ہوں......

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، میں یہ parallel کر رہا تھا۔

مرزا ناصر احمد: ۱۸۹۷ء کا آج کے ساتھ جب مقابلہ کریں گے۔ تو ۱۸۹۷ء میں اس وقت، ۱۸۵۷ء، Eighteen fifty-seven میں۔ معلوم ہوتا ہے میں تھک گیا ہوں ۱۸۵۷ء میں کس نے ان کو condemn کیا؟ یہاں آپ غلطی کرتے ہیں۔ ۱۸۵۷ء میں اس غدر میں حصہ لینے والوں کو ان لوگوں نے Condemn کیا جنہوں نے وہاں معاملات دیکھے۔ اور بغیر دیکھے Condemn کرنا یا حق میں بات کرنا، یہ کوئی اس کی اہلیت نہیں ہے۔ اور اس وقت جن لوگوں نے اس وقت ۴۷ء یا جو بھی یہ جنگ آزادی ہے یا۔ جنگ آزادی تو یہ نہیں، لیکن یہ جدوجہد ایک جہاد دینوی جہاد آزادی کے لیے ہے۔۔۔ اس میں ان لوگوں کو جو رہبر تھے، Condemn نہیں کیا ان لوگوں نے جنہوں نے وہ دیکھا۔ کچھ کیا بھی، بعضوں کو کیا بھی جو بیچ میں شامل ہوئے۔ مثلاً یہ ہندوؤں کی لیڈرشپ میں ایک حصہ تھا یہ پٹیل، اور یہ جن سنگھ ابھی تک ہے، تو اس کی ہندوؤں نے بھی Condemn کیا اور مسلمانوں نے بھی Condemn کیا۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، مرزا صاحب! یہی تو میں عرض کر رہا ہوں کہ اس زمانے میں بھی بعض لوگ...... مسلمانوں کی حکومت تھی ہندوستان میں۔ وہ حکومت ختم ہو کے انگریز بیٹھ گیا۔ مسلمانوں نے......

مرزا ناصر احمد: وہ ختم کیسے ہوگئی؟۔۔۔ نہیں، میں توجہ صرف پھیر رہا ہوں۔ میں یہ توجہ پھیر رہا ہوں کہ وہ ختم اس واسطے ہوگئی کہ خود مسلمانوں کے اندر غدار پیدا ہو گئے۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں جی، غلطیاں ہوں گی، سب کچھ ہوگا، میں ان وجوہات میں نہیں جا رہا۔ مسلمانوں......

مرزا ناصر احمد: اصل بات یہ ہے کہ میں سوال ہی نہیں سمجھا ابھی تک۔

جناب یحییٰ بختیار: پھر عرض کرتا ہوں۔

مرزا ناصر احمد: جی۔

جناب یحییٰ بختیار: ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت تھی اور بہت عرصہ تک تھی۔ آخری حکمران بہادر شاہ ظفر تھے۔ ان کو ہٹایا گیا۔ انگریز ویسے تو بڑے عرصے سے پھیل رہا تھا، آخری طور پر اپنی empire اس نے بنائی تو اس زمانے میں جب وہ بالکل ظفر کی حالت خراب تھی اور وہ ختم ہونے والا تھا، اور انگریز جم چکا تھا، صرف یہ کہ اعلان نہیں تھا ہوا ان کا وہ empire بن گئی ہے، ملکہ نے چارج لے لیا ہے۔

مرزا ناصر احمد: یعنی ایک وقت ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے یہاں جو ہو رہا تھا اور پھر ایک وقت میں وہ empire بنی۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، وہ تو مختلف علاقوں میں دو سو سال سے وہ چلتا رہا ہے۔

مرزا ناصر احمد: ہوں، ہوں۔

جناب یحییٰ بختیار: پلاسی کی جنگ کے بعد جب مصیبت ہماری آئی تو ۱۷۹۹ء میں جب ٹیپو سلطان کی شہادت ہوئی......

مرزا ناصر احمد: ہاں، ٹیپو سلطان جیسے آدمی کو اپنوں نے ہی مروا دیا۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، یہی تو میں کہتا ہوں کہ یہ چیزیں تو ہوتی ہیں۔ یہ ساری ہماری نظر میں آزادی کی جنگ تھی، مسلمانی حکومت کو برقرار رکھنے کی جنگ تھی۔ آخر میں جن مسلمانوں نے ۔۔۔ ان کے ساتھ اور لوگوں نے بھی تعاون کیا، ہندوؤں نے بھی کیا ہوگا۔ باقیوں نے بھی کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ لڑی، اس میں یہ ضرور ہوا کہ بعض لوگوں نے ظلم کیے۔ جیسے کوئی بھی تحریک ہو، آپ جلوس نکالتے ہیں پُرامن کوئی بھی پارٹی ہو، تو بیچ میں کچھ لوگ فائدہ اٹھانے کے لیے گڑبڑ کرنے کے لیے آ جاتے ہیں، شرارت کر جاتے ہیں، لوٹ مار کر جاتے ہیں۔ تو اس پر وہ جلوس نکالنے کا جن کا ارادہ ہوتا ہے کہ پُرامن ہو ان کو آدمی Condemn نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اس جنگ آزادی میں جن لوگوں نے اس کی قیادت کی اور جنہوں نے کہا کہ یہ جہاد ہے، آپ نے ان سب کو Condemn کیا اور کہا کہ ’’چور، قزاق، حرامی‘‘ پتہ نہیں کیا کیا باتیں کیں۔ اس واسطے میں کہہ رہا ہوں اگر ان کو آپ Condemn کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے نہیں، کسی اور نے لوٹ مار کی، کسی اور نے قتل کیا، تو پھر لوٹ مار......

مرزا ناصر احمد: اس کا تفصیلی جواب میں دے چکا ہوں۔ بات یہ ہے کہ اس وقت بہادر شاہ ظفر سمیت سب نے Condemn کیا۔

جناب یحییٰ بختیار: میں ان کی بات نہیں کر رہا، مرزا صاحب! ایک بادشاہ کو......

مرزا ناصر احمد: نہیں، میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں۔

جناب یحییٰ بختیار: ......ہتھکڑی لگا کے بادشاہ کو لے جائیں تو اس کے بعد وہ سب کچھ کرے گا۔

مرزا ناصر احمد: اور جن کو ہتھکڑی نہیں لگی تھی انہوں نے بھی condemn کیا۔

جناب یحییٰ بختیار: عدالت میں کیا، انگریز کے سامنے پیش کیا تھا۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، آپ وہ دیکھیں۔

جناب یحییٰ بختیار: آپ مغل خاندان سے ہیں۔ وہ مغل شہنشاہ تھا، آپ جانتے ہیں کہ حالت میں ان کو پیش کیا۔

مرزا ناصر احمد: مجھے اس کی نظمیں بھی بہت ساری پتہ ہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: تو خیر، اس میں اس پر آ رہا ہوں......

مرزا ناصر احمد: یہ سر سید احمد، بانی دار العلوم، انکا ہے، اس وقت کی جو ہے، نہیں، علی گڑ بانی علی گڑھ......

جناب یحییٰ بختیار: وہ سب ہم نے دیکھے ہیں، آپ نے سنائے بڑی تفصیل سے۔ مرزا صاح یہ میں نہیں کہہ رہا......

مرزا ناصر احمد: اس تفصیل کے بعد مجھے سوال نہیں سمجھ آ رہا۔

جناب یحییٰ بختیار: میں نے کہا اس پر Condemn کیا، تو یہ آزادی کی جو تحریک تھی ہما پاکستان کی، میں اسی پر کرنا چاہتا ہوں......

مرزا ناصر احمد: میں جو چیز سمجھا نہیں میں وہ ظاہر کر دوں۔ شاید مجھے جلدی جواب جائے--- یہ ہے کہ اس وقت یہ جس کو 'جنگ آزادی' --- ہم کہہ رہے ہیں غدر، ان کے کون سے لیڈر تھے جنہوں نے ان واقعات کو سراہا اور Condemn نہیں کیا! مجھے ان آدمیو کے نام نہیں پتا۔ میں ممنون ہوں گا جب آپ یہ نام بتائیں گے۔

جناب یحییٰ بختیار: میں تاریخ سے...... میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں، ایک rallel میں draw کروں گا۔ یہ parallal ممکن ہے غلط ہو گا۔ آپ ٹھیک فرماتے ہوں گے کہ ا زمانے میں آزادی کی جنگ ہوئی جس کو آپ ''غدر'' کہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس ''جہاد'' کہا۔

مرزا ناصر احمد: کس نے؟

جناب یحییٰ بختیار: کئی لوگوں نے کہا۔

مرزا ناصر احمد: اس زمانے میں کہا؟

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، اس زمانے میں کہا۔

مرزا ناصر احمد: اس زمانے میں؟

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، اس زمانے میں۔

مرزا ناصر احمد: یہی میں کہتا ہوں ناں کہ اس زمانے کے جو لیڈر تھے جنہوں نے Condemn نہیں کیا، میرے ذہن میں کوئی نام نہیں ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: اچھا!

مرزا ناصر احمد: میں تو ادب سے درخواست کر رہا ہوں کہ اگر مجھے نام ملیں تو میری معلومات میں اضافہ ہو جائے گا۔

جناب یحییٰ بختیار: ٹھیک ہے۔ میں نے بھی انڈیا آفس میں کچھ سٹڈی کی تھی کہ کتنے لیٹر گئے مسلمانوں کے، ایک دوسرے کے پاس کہ یہ جہاد ہے، آپ کوشش کریں۔ یہ چیزیں ہیں۔ میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ میں نے اس لیے عرض کر دیا کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ نہیں کہا تو ٹھیک ہے۔ میری نظر میں کافیوں نے کہا تھا کہ یہ جہاد ہے اور اس کے لیے کوشش کی اور جہاد سمجھ کے لڑے وہ۔

بہرحال سوال یہ ہے کہ اس میں آپ کہتے ہیں کہ لوگوں نے لوٹ مار کی، قتل وغارت کیا، ظلم کیے۔ ایک طبقے نے کیے۔ اس پر میں کہتا ہوں کہ آپ لیڈرشپ کو condemn کریں گے؟

Mirza Nasir Ahmad: If they were under the guidence and directives of the leader ship, the leaders should be condemned.....

جناب یحییٰ بختیار: اچھا جی، ٹھیک ہے۔

مرزا ناصر احمد: ......اگر وہ آزاد تھے......

جناب یحییٰ بختیار: ٹھیک ہے۔

مرزا ناصر احمد: ......اور لیڈرز کا کہنا نہیں مانتے تھے اور اپنے لیڈروں کی حکم عدولی کے نتیجے میں یہ مظالم کیے، جس کو آپ مظالم کہتے ہیں، تو پھر لیڈر بالکل وہ ہیں معصوم، ان کو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

جناب یحییٰ بختیار: بس، نہیں، بالکل ٹھیک ہے، یہی میرا پوچھنا یہ تھا کہ بھئی تحریک پاکستان کے سلسلے میں......

مرزا ناصر احمد: تحریک پاکستان کے سلسلے کی بات ہی نہیں کر رہا......

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں......

مرزا ناصر احمد: ......میں تو ۱۸۵۷ء کی بات کر رہا ہوں۔

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! میں دونوں کا parallel اس لیے کر رہا ہوں کہ وہ بھی آزادی کی جنگ سمجھتا ہوں میں اسکو بھی۔

مرزا ناصر احمد: میرے نزدیک تو کوئی parallel ہے ہی نہیں، کوئی مشابہت نہیں ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، نہیں، تو اب میں اس لیے parallel آپ کے لیے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ تحریک پاکستان کے دوران بھی، ہماری آزادی کے دوران بھی بعض لوگوں نے ظلم کیے اور اس کو......ایسے ظلم تھے کہ ہمیں شرم آتی ہے اس پر۔ حالانکہ ہندو نے بہت زیادہ ظلم کیا، بہت ہی زیادہ......

مرزا ناصر احمد: بہت۔

جناب یحییٰ بختیار: اس پر کوئی نہیں۔ سکھوں نے بہت زیادہ ظلم کیا۔ مگر یہاں بھی غلطیاں ہوئی ہیں۔ تو اس کی وجہ سے میں یہ پوچھ رہا تھا کہ آپ لیڈرشپ کو نہیں condemn کریں گے

کہ تحریک غلط تھی، یہ تحریک بھی غلط تھی۔ یا بالفاظِ دیگر، اگر ہم خدانکردہ فیل ہو جاتے تو آپ اس کو بھی غدر کہتے؟

مرزا ناصر احمد: نہیں، یہ تو کوئی مسئلہ زیرِ بحث ہے ہی نہیں۔ اور "اگر" کے ساتھ ہمیں بات ہی نہیں کرنی چاہیئے۔ ورنہ پھر "اگر اگر" کے ساتھ تو کہیں کے کہیں پہنچ جائیں گے۔

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! اگر کی بات تو ہے یہ۔ کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آزادی کے لیے جنگ کی اجازت ہے، آپ کا عقیدہ دیتا ہے......

مرزا ناصر احمد: پاکستان بننے کے لیے کوئی جنگ نہیں لڑی گئی۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں پہلے یہ سوال پوچھتا ہوں کہ آزادی کے لیے......

مرزا ناصر احمد: نہیں، پھر parallel کیا، کیسے ہو گیا غدر کے ساتھ، جب پاکستان بننے کے لیے کوئی جنگ لڑی ہی نہیں گئی؟

جناب یحییٰ بختیار: آپ کہتے ہیں، خود ہی کہتے ہیں کہ کتنے ہزار لوگ قربان ہوئے، قربانیاں دی گئیں، لاکھوں مارے گئے۔

مرزا ناصر احمد: میں نے یہ کہا کہ قربانیاں دیں، میں نے یہ نہیں کہا جنگ لڑی گئی۔

جناب یحییٰ بختیار: میں آپ سے یہ سوال پوچھتا ہوں: کیا ملک میں آزادی پیدا کرنے کے لیے اسلام لڑائی کی اجازت دیتا ہے، جنگ کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟

مرزا ناصر احمد: حالات پر منحصر ہے۔ ساری چیزیں سامنے ہوں تو اسلام اپنا......

جناب یحییٰ بختیار: دیکھیں جی، میں دین میں دخل کے بارے کی بات نہیں کرتا۔ دیکھیں ناں، وہ تو آپ جہاں......

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، میرا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بھی پہلا بنیادی اصول انسانی عقل نے یہ بنایا کہ آنکھیں بند کر کے فیصلے نہ دیا کرو۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، مرزا صاحب! میں تو بالکل simple بات پوچھ رہا ہوں کہ اسلام کن حالات میں لڑائی کی اجازت دیتا ہے؟ ایک آپ نے بڑے واضح طور پر کہا کہ......

مرزا ناصر احمد: نہیں، میں نے آپ کو اپنا نہیں، ایک اور فتویٰ چار شرائط جہاد کے بتائے تھے کل۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں وہی کہہ رہا ہوں کہ آپ نے کہا جہاں تک دین کے معاملے میں دخل دیں، آپ کو اجازت ہے کہ تلوار اٹھائیں۔

مرزا ناصر احمد: وہ دین کی لڑائی ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، دین کی۔ اسی طرح میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اگر ملک میں آزادی پیدا کرنے کے لیے لڑائی لڑی جائے، تلوار اٹھائی جائے، اس کی اجازت ہے کہ نہیں؟

مرزا ناصر احمد: اس وقت اس بحث کی میرے نزدیک ہماری دنیا میں ضرورت کوئی نہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: ہیں جی؟

مرزا ناصر احمد: ہماری اس دنیا میں......

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی۔

مرزا ناصر احمد: ......جس میں آج ہم زندہ ہیں، یہ محض فلسفہ اور تھیوری ہے۔ یہ کوئی پریکٹیکل پرابلم نہیں جس کے solve کرنے کے لیے ہمیں تبادلہ خیال کرنا چاہیئے۔

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! اگر آپ کے ملک پر حملہ آور ہوتا ہے دشمن، آپ اس کو نہیں ماریں گے؟

مرزا ناصر احمد: میں نے کب کہا ہے نہیں ماریں گے؟

جناب یحییٰ بختیار: دیکھیں ناں......

مرزا ناصر احمد: میں نے تو یہ کہا ہے کہ آج دشمن حملہ آور نہیں ہے ہمارے ملک پر۔

جناب یحییٰ بختیار: آج نہیں تو کچھ عرصہ پہلے تھا۔

مرزا ناصر احمد: جب تھا تو لڑے ہم، شہید ہوئے ہم، ہم سب کے ساتھ مل کے احمدی بھی۔

جناب یحییٰ بختیار: انگریز جو بیٹھا تھا تو وہ بھی ہمارے ملک پر بیٹھا تھا۔ اس کو ہٹانے کے لیے......

مرزا ناصر احمد: اس کے ساتھ جنگ ہوئی نہیں، اور پاکستان مل گیا۔

جناب یحییٰ بختیار: اجازت تھی کہ نہیں تھی؟

مرزا ناصر احمد: ہیں؟

جناب یحییٰ بختیار: اجازت تھی کہ نہیں تھی؟

مرزا ناصر احمد: سوال ہی نہیں۔ عملاً اس کو جنگ کی ضرورت نہیں پڑی۔ آج ستائیں سال کے بعد پوچھتے ہیں کہ ستائیس سال پہلے جنگ لڑی جانی چاہیئے تھی یا نہیں!

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کے ملک پر کوئی قابض ہو جائے، ملک کو آزاد کرانے کے لیے اجازت ہے کہ نہیں؟

مرزا ناصر احمد: یہ "اگر" کے ساتھ تو میرے ساتھ بات نہ کریں، اس واسطے کہ "اگر" کے اوپر تو قیامت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہونا۔ جو واقع ہے یا جو تعلیم ہے یا جو تعریف ہے کسی اسلامی کسی مسئلہ کے متعلق، اس کے متعلق ہمیں بات کرنی چاہیئے......

جناب یحییٰ بختیار: اسلامی تعلیم......

مرزا ناصر احمد: ......اور بات آپ کر رہے ہیں پاکستان بننے کی جس کے لیے جنگ لڑی ہی نہیں گئی۔ اور اس کے بعد جو جنگیں ہوئی ہیں، وہ جنگ تھیں اور لڑنا چاہیئے تھا ہمیں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر جنگ لڑنی پڑے، اگر جنگ کرنی پڑے؟ ایک دفعہ میں نے اشارہ کیا ڈائریکٹ ایکشن کا۔ آپ نے کہا نہیں وہ تو...... میں نے کہا، ٹھیک ہے، اس کو چھوڑ دیتے ہیں ہم۔ اگر جنگ لڑنی پڑے......

مرزا ناصر احمد: اگر جنگ کی شرائط پوری ہوں تو وہ مومن ہی نہیں جو جہاد میں شامل نہیں ہوتا۔

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! جہاد کا میں دین کے معاملے میں نہیں کہہ رہا، آزادی کے معاملے میں......

مرزا ناصر احمد: اچھا، اب میں ذرا وضاحت کر دوں۔

جناب یحییٰ بختیار: میرے تصور میں مسلمان غلام ہو ہی نہیں سکتا......

مرزا ناصر احمد: نہیں، بات سنیں ناں۔

جناب یحییٰ بختیار: ......اس لیے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ لڑے اپنے آزادی کے لیے
constitutional means, if possible; sword, if necessary.

میں اب...... بالکل غلط عقیدہ ہوگا......

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، یہ تو آپ کا بڑا ٹھیک عقیدہ ہے۔ لیکن جب آپ کا سوال ختم ہو جائے تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب یحییٰ بختیار: تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ سے میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ ملک میں آپ آزادی پیدا کرنے کے لیے اسلام لڑائی کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟

مرزا ناصر احمد: ختم ہو گیا سوال؟

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی۔

مرزا ناصر احمد: تشریف رکھیں۔

ملک میں آزادی پیدا کرنے کے لیے۔۔۔ وہ ملک کیا ہوا جس میں آزادی کوئی نہیں؟ پہلا سوال۔ ابھی میں نے...... جواب دے رہا ہوں۔ ہوں۔ اس شکل میں، اگر ملک میں آزادی نہیں، سوال یہ ہے کہ وہ حکومت اپنے ملک کی ہے یا باہر سے لوگ آئے ہوئے ہیں؟ تو یہ کرنا پڑے گا ناں، ۔

جناب یحییٰ بختیار: باہر کے لوگ آئے ہیں، باہر کی بات کر رہا ہوں ناں جی، ایوب خان کے ماشل لاء کی بات نہیں کر رہا ہوں۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، یہ، یہی باتیں نہیں سمجھے، یہی، میں اس واسطے کہہ رہا تھا کہ بعض پہلو واضح نہیں ہیں۔ پاکستان میں پاکستان بننے کے بعد کوئی بھی باہر سے آ کے یہاں حکمران نہیں بنا۔ اس لیے یہ سوال ایسا ہے کہ جس کے جواب دینے کی مجھے ضرورت کوئی نہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: اس سے پہلے جب انگریز بیٹھا تھا، کیا اسلام جنگ کی اجازت دیتا تھا یا نہیں؟

مرزا ناصر احمد: Minority کو یا Majority کو؟

جناب یحییٰ بختیار: جب ہم غلام تھے۔

مرزا ناصر احمد: جمہوریت کے زمانے میں یہ اجازت minority کو تھی یا majority کو تھی؟

جناب یحییٰ بختیار: جس علاقے میں جو اکثریت تھی میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ اگر ان کو لڑنا پڑتا، ہندو کے خلاف لڑنا پڑتا یا انگریز کے خلاف لڑنا پڑتا یا دونوں کے خلاف......

مرزا ناصر احمد: ماضی کی بات۔ جو واقعہ ہوا ہی نہیں اس کے متعلق جب بات کریں گے تو اس کا فائدہ ہی کوئی نہیں۔ آئندہ کے متعلق جب آپ بات کریں تو پھر تو ہو سکتا ہے کہ سوچ لیں۔

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! majority اور minority اگر دونوں مل جائیں تو......

Mr. Chairman: The Attorney-General may go on to the next question. The witness is not prepared to answer this question.

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, I will repeat once again.

Mr. Chairman: No, No. the witness is not prepared to answer this question.

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, I will repeat once again.

Mr. Chairman: The witness has tried to go away from it in replying.....

Mr. Yahya Bakhtiar: I am going to repeat it again.

Mr. Chairman: It has gone on the record. Yes, another question.

Mr. Yahya Bakhtiar: I am going to repeat this question in a different form.

Mr. Chairman: This question was repeated twenty times, but the witness has not replied this question.

Mr. Yahya Bakhtiar: In a different form.

Mr. Chairman: No. Next question. It has gone on the record.

(Pause)

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! یہ آپ کی ایک پمفلٹ ہے جو کہ ''ہماری تعلیم'' کے نام سے ہے، اور یہ مرزا البشیر احمد صاحب نے edit کیا ہے، اور لکھا ہے اس کے صفحہ ۳۰ پر:

> ''اے علمائے اسلام......''

میں ابھی آپ کو دے دیتا ہوں یہ پمفلٹ۔

مرزا ناصر احمد: شاید، ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: تو اس میں وہ اسی بات پر کہ لڑائیوں کے بارے میں اسلام کون سی اجازت دیتا ہے، کہتے ہیں کہ:

> ''نمبر ایک کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت لڑائیاں کی گئی تھیں وہ لڑائیاں جبراً دین کو شائع کرنے کے لیے نہیں تھیں......''

یہ تو ہم سب کا اتفاق ہے اس پر۔ اس کے بعد:

> ''......بلکہ یا تو بطور سزا تھیں یعنی ان لوگوں کو سزا دینا منظور تھا جنہوں نے ایک گروہ کثیر مسلمانوں کو قتل کر دیا۔......''

اس پر پھر detail میں جاتے ہیں۔ پھر:

> ''نمبر۲ وہ لڑائیاں ہیں جو بطور مدافعت تھیں یعنی جو لوگ اسلام کو نابود کرنے کے لیے پیش قدمی کرتے تھے''۔

یہ دوسری پھر detail میں وجہ جاتی ہے۔

> ''تیسرے ملک کی آزادی پیدا کرنے کے لیے لڑائی کی جاتی تھی۔''

یہ انگریزوں کے زمانے کی ہے......

مرزا ناصر احمد: یہ میں اس کا مطلب بتا دوں؟ یہ میں دیکھ سکتا ہوں؟

جناب یحیٰ بختیار: یہ پندرھواں ایڈیشن جو ہے ۱۹۶۵ء کا، Pages 30-31۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں، میں......

Mr. Yahya Bakhtiar: Pages 30-31.

(Pause)

مرزا ناصر احمد: جی، یہاں پر وہ جو عبارت ہے، وہ میں ذرا دو چار آگے پیچھے سے فقرے......

جناب یحیٰ بختیار: ہاں، وہ بے شک آپ کر سکتے ہیں۔

مرزا ناصر احمد: آپ نے لکھا کہ:

> ''قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ مذہب کے لیے جبر درست ہے؟''

جناب یحیٰ بختیار: مرزا صاحب! وہ تو ڈسکس ہو چکا ہے......

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، وہ میں آگے......

جناب یحیٰ بختیار: ......سب agree کرتے ہیں اس سے۔ آپ میں ہم میں کوئی اختلاف ہی نہیں۔

مرزا ناصر احمد: اوہ! اس میں اس کا جواب آجاتا ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، ہاں، فرمائیے آپ۔

مرزا ناصر احمد: ''قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ مذہب کے لیے جبر درست ہے؟ بلکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:''

لا اكراه فى الدين

یعنی دین میں جبر نہیں۔ پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکہ دیا جائے گا؟ سارا قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ دین میں جبر نہیں ہے اور صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ جن لوگوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت لڑائیاں کی گئیں تھیں وہ لڑائیاں دین کو جبراً شائع کرنے کے لیے نہیں تھیں بلکہ یا بطور سزا تھیں، یعنی ان لوگوں کو سزا دینا منظور تھا جنہوں نے ایک گروہ کثیر مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بعض کو وطن سے نکال دیا تھا اور نہایت سخت ظلم کیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أُذن للذين يقتٰلون بانهم ظلمو وَانِ الله على تصرهم تقديره

یعنی ان مسلمانوں کو، جن سے کفار جنگ کر رہے ہیں، بسبب مظلوم ہونے کے، مقابلہ کرنے کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے کہ جو انکی مدد کرے۔

نمبر۲ وہ لڑائیاں ہیں جو بطور مدافعت ہیں۔''

یعنی وہ پہلا ہے within the Country۔ یعنی کفار مکہ جو تھے، وہ اپنے عرب کے علاقے میں انہوں نے مسلمانوں پر ظلم کیا، قتل کیا، خود مکہ کے اندر بڑے ظلم کیے۔ دوسرا باہر سے حملہ آور ہوئی ہے فوج:

''...... وہ لڑائیاں ہیں جو بطور مدافعت ہوئیں۔ یعنی جو لوگ اسلام کو نابود کرنے کے لیے پیش قدمی کرتے تھے یا اپنے ملک میں اسلام کے شائع ہونے سے جبراً روکتے تھے، ان سے بطور حفاظت خود اختیاری لڑائی کی جاتی تھی''۔

یہ دو ہو گئے:

''تیسرے ملک میں آزادی پیدا کرنے کے لیے لڑائی کی جاتی تھی۔''

یہاں جو چیز میں سمجھتا ہوں، پہلے بھی، یعنی ہمارے۔ یہ تو اب میں نے دیکھا ہے، یہاں بھی وہی، اور جگہ بھی مضمون ہوا ہے یہ ادا۔ یہ ہے کہ اگر ملک میں کوئی حکومت، اپنی ہو یا غیر، کسی کو مذہبی آزادی نہ دے۔ یہاں دین کی لڑائی ہے اور مذہبی آزادی ہے'' آزادی'' سے مراد دین کی لڑائی میں مذہبی آزادی ہوتی ہے۔ جب مذہبی آزادی نہ دے اور نماز پڑھنے سے مثلاً روکے مسلمان کو، روزہ رکھنے سے روکے، یا جس طرح سکھوں نے کیا تھا کہ اذان دینے سے بھی روکتے تھے، تو جب اندرون ملک مذہبی آزادی نہ ہو اور کوئی راستہ ان کے لیے نہ ہو اپنے حقوق کے حصول کا، تو اس وقت ان کو لڑنے کی اجازت ہے۔

جناب یحیٰی بختیار: صرف مذہبی آزادی مطلب ہے؟

مرزا ناصر احمد: ہاں، ان سے'' آزادی'' سے مذہبی آزادی، کیونکہ یہ دینی جنگوں کا ذکر ہے یہاں پر۔

جناب یحیٰی بختیار: ہاں، مطلب ہے دوسری آزادی کے لیے نہیں لڑ سکتے؟

مرزا ناصر احمد: دوسری آزادی کے اور اصول ہیں۔

جناب یحیٰی بختیار: نہیں، میں یہی آپ سے......

مرزا ناصر احمد: ہاں، یہاں مذہبی آزادی مراد ہے۔

جناب یحیٰی بختیار: کیونکہ میں خود منتخب ہو گیا کہ ایک طرف تو حکمران کا کہتے ہیں کہ اطاعت کرو، دوسری طرف سے آزادی کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ تو یہ تو contradiction تھا آپ کی تعلیم کا۔

مرزا ناصر احمد: ہاں یہ مذہبی آزادی ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: یہ مرزا صاحب! ابھی ایک دو تین سوال ہیں مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کے بارے میں۔ اگر آپ خود ہی مختصراً بتا دیں تاکہ پھر اس میں سوال نہ کرنے کی گنجائش ہو۔ آپ اپنے ہی الفاظ میں یہ ایک ہے عبداللہ آتھم کے بارے میں، آتھم۔ ’’انجام آتھم‘‘ جس پر ایک کتاب انہوں نے لکھی ہے۔ دوسری ہے محمدی بیگم کے بارے میں۔ تیسری مولوی ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری، ان کے بارے میں کوئی اشتہار ہے۔

مرزا ناصر احمد: یہ تین؟

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، یہ تین، ہاں جی۔

مرزا ناصر احمد: تو یہ کل میں بتا دوں گا۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، تو اس پر آپ اپنا مؤقف مختصراً......

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: ......تاکہ یہ......کیونکہ اس پر کئی ایک سوال میرے پاس آئے ہیں۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں، ٹھیک ہے، میں اس کے......

جناب یحییٰ بختیار: بجائے ہر ایک کی detail میں جانے کے، آپ ان کے brief texts کہ fulfil ہوئی، نہیں ہوئی، کیوں نہیں ہوئی......

مرزا ناصر احمد: ہاں، brief out-line بتا دوں گا سارے کا۔ ہاں، ٹھیک ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: اب ایک سوال اور یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کو یہ وحی کس زبان میں آتی رہی ہیں؟ ایک زبان میں یا مختلف زبانوں میں؟

مرزا ناصر احمد: مختلف زبانوں میں۔

جناب یحییٰ بختیار: مختلف زبانوں میں۔

مرزا ناصر احمد: لیکن بہت بڑی بھاری جو نسبت ہے وہ عربی اور اردو کی ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، چونکہ یہ ایک سوال تھا اس لیے......

مرزا ناصر احمد: ہاں، یعنی کوئی کوئی بیچ میں سے استثنائی طور پر......

جناب یحییٰ بختیار: ...... کیونکہ کچھ انگلش کی بھی......

مرزا ناصر احمد: نہیں، وہی میں نے کہا ناں، اس واسطے میں نے واضح کر دیا ہے کہ پھر اور سوال اٹھیں گے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، نہیں، میں......

مرزا ناصر احمد: بہت بھاری اکثریت عربی اور اردو کی ہے، اور استثنائی کوئی ہے، انگریزی کی بھی ہے، پنجابی کی بھی ہے، فارسی کی بھی ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: اور مرزا صاحب ان وحی کو ایسے ہی پاک وحی سمجھتے تھے جیسے اللہ کی وحی قرآن شریف میں ہے؟

مرزا ناصر احمد: صرف اس معنی میں کہ اس کا منبع ایک ہے......

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، ہاں۔

مرزا ناصر احمد: ...... لیکن وہ جو ان کی شان اور شوکت ہے، اس میں بڑا فرق ہے۔ آپ......

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، وہ آپ نے explain کیا تھا اس دن، میں یہ کہتا ہوں کہ دونوں آپ کہتے ہیں اللہ کی طرف سے ہیں......

مرزا ناصر احمد: اگر اللہ کی طرف سے ہیں، دو وحی ہیں، تو ان میں تو قطعاً......

جناب یحییٰ بختیار: ''اگر'' تو آپ نہ کہیں ناں۔

مرزا ناصر احمد: نہیں نہیں،......

جناب یحییٰ بختیار: میں ''اگر'' کہوں گا۔

مرزا ناصر احمد: میں نہیں کہتا۔ ہاں، یہ ٹھیک ہے جزاک اللہ۔ میں ''اگر'' نہیں کہتا، میرے نزدیک وہ صادق تھے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، یہ میں کہہ رہا ہوں ناں کہ ''اگر'' تو میں کہوں گا۔

مرزا ناصر احمد: ہاں نہیں، میں وہ تھیوری بتا رہا تھا، مرزا صاحب کی وحیوں کے متعلق ''اگر'' نہیں میں کہہ رہا تھا۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی۔

مرزا ناصر احمد: میں ویسے تھیوری یہ بتا رہا تھا کہ عقلاً اگر منبع اللہ کا ہے تو پھر ان میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اور میں۔۔۔ یہ اگلا وہ میرا ہے statement۔ کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ساری وحی اللہ کی طرف سے ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، تو اس لیے وہ ویسے ہی پاک ہے جیسے قرآن؟

مرزا ناصر احمد: ہاں، پاک ہونے کے لحاظ سے ویسی ہی ہے جیسا کہ دوسرے ہمارے بزرگوں کی سچی وحیاں ہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: یہ ''چشمۂ معرفت''۔ یہ شاید حوالہ پھر غلط تھا۔ I am sorry مرزا صاحب! کیونکہ میرے پاس بھی جو حوالہ دیا گیا ہے، یہ بھی کسی اور کتاب سے ہے۔ اس میں یہ page...... (ایک رکن سے) کونسا صفحہ ہے؟ (مرزا ناصر احمد سے) یہ میں مضمون انکا پڑھ دیتا ہوں۔ وہ نکال لائیں جی اس کو:

> ''اور یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ عمل ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہ سکے۔''

یہ ہے جی ''چشمۂ معرفت''۔ ابھی وہ نکال کے دیتے ہیں اس میں سے۔ کیونکہ مرزا صاحب فارسی عربی کے تو عالم تھے۔ اور اردو، پنجابی تو خیر، یہ انگریزی کی جو بات آ گئی ناں اس میں، کیونکہ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں کسی ہندو لڑکے سے انہوں نے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے بعض......

مرزا ناصر احمد: یہ تو اچھا تحقیق کرنے والا ہے، سارے حوالے دیکھ کے پتہ لگے گا۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، وہ میں ذرا حوالے آپ کو دیتا ہوں۔ ابھی یہیں ہیں وہ۔ یہ ہیں جی، اس میں سے ''حقیقت الوحی'' صفحہ ۳۳۰۔

مرزا ناصر احمد: ۳۳۰۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، جی ہاں۔ اس میں ٹھیک نہیں تھا۔ یہ میرا خیال ہے یہی ہوگا۔ اس میں ہے جو وحی آئی ہیں انگریزی میں۔ ہاں، یہ ۳۳۰ اس میں ہے:

> "I love you. I am with you. Yes, I am happy. Life of pain. I shall help you. I can't, but I will do. we can't but we will do. God is coming by his Army. He is with you to kill enemy. The day shall come when God shall help you. Glory be to the Lord God, Maker of the earth and heaven."

تو یہ۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، وہ میں نے کہا کہ وہ دیکھ لیں گے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، تو یہ، یہ جو ہے ناں، ۳۰۳ ٹھیک page ہے اس کا۔

مرزا ناصر احمد: ہاں جی، خود آپ نے کوئی explaination دیا ہوگا ناں۔ تو آگے پیچھے سے دیکھ کے کل صبح اس واسطے......

جناب یحییٰ بختیار: اور وہ جو ہے ناں جی، وہ ''چشمۂ معرفت'' صفحہ ۳۹، جس میں وہ کہہ رہے ہیں کہ ایسی بات غلط ہے کہ زبان ایک ہو اور وحی کسی اور......

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں، ٹھیک ہے۔

Mr. Yahya Bakhtiar: Now, Sir, there is one subject.....

Mr. Chairman: Yes.

Mr. Yahya Bakhtiar: .... Apart from any question. I will be requesting the members, after this, to give up. Now most of them have been asked one way or the other.

Mr. Chairman: Yes, afterwards we will discuss it.

Mr. Yahya Bakhtiar: Yes. But there is one subject which is a little detailed, not very detailed.....

Mr. Chairman: Yes.

Mr. Yahya Bakhtiar: .... Which deals with some questions that Mirza Sahib has at different stages given different statement or writings. (مرزا ناصر احمد سے) وہ ایسے ہے جی کہ پہلے انہوں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، یا تردید کی ان کی......

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: ......تو ان پہ کچھ حوالے ہیں۔ کیونکہ وہ لاہوری پارٹی میں بھی تھا، میں ان کو چھوڑ کے جو مجھے انہوں نے دیئے ہیں، تو اس کے بارے میں ......مرزا صاحب کے پاس شاید کچھ ٹائم نہیں ہے، اور ویسے بھی تو صبح انہوں نے یہ جو ابھی پیش گوئیاں ہیں......

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں۔

Mr. Chairman: I will request the Attorney-General to give all the remaining Hawalajat (حوالہ جات)to the witness so that the answers may come by tomorrow.

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, there are ..... there is a ..... No, I have got a file of these questions, and I want to ask very few of them.

Mr. Chairman: All right. Then in the morning.

Mr. Yahya Bakhtiar: So, that's why.....

Mr. Chairman: Then in the morning.

جناب یحییٰ بختیار: نہیں جی، ایک حوالہ نہیں ہے، یہ تو They are far too many. They show that Mirza Sahib has at different stages....

Mr. Chairman: Yes.

Mr. Yahya Bakhtiar: .... Said different things....

Mr. Chairman: Yes.

Mr. Yahya Bakhtiar: .... Repudiating that he is a Nabi, and then confirming he is Nabi. And I will just ask a few, you know, I will look through them again.

مرزا ناصر احمد: اکٹھے دے دیں تو......

Mr. Chairman: So, the Delegation......

جناب یحییٰ بختیار: جی، یہ بہت سارے ہیں ناں جی، اس پر پھر ٹائم لگے گا۔

Mr. Chairman: The Delegation can leave. There are no other questions for....

جناب یحییٰ بختیار: دو چار میں، دیکھ لیتا ہوں اس سے۔

جناب چیئرمین: ہاں جی۔

جناب یحییٰ بختیار: میں، اگر آپ چاہیں تو میں کچھ پڑھ کے سنا دیتا ہوں تاکہ یہ اس کو نوٹ کر لے......

جناب چیئرمین: ہاں، اگر تھوڑا سا ریفرنس ہو جائے، so that the witness should come prepared on this.

مرزا ناصر احمد: ہاں جی، ریفرنس دے دیں۔

Mr. Yahya Bakhtiar: Because that way we will be able to dispose of the whole thing tomorrow them, if possible.

Mr. Chairman: Yes.

جناب یحییٰ بختیار: اگر میں ابھی بتا دوں تو......

مرزا ناصر احمد: اگر آپ ابھی ریفرنس دے دیں......

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، اگر......

جناب چیئرمین: تھوڑا سا دے دیں تا کہ...... Just give him brief out-line so that the witness should ......

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، تو میں پڑھ کے کچھ سنا دیتا ہوں جی۔

Mr. Chairman: Yes.

جناب یحییٰ بختیار: ایک حوالہ ہے جی ''خط مسیح موعود''۔ ۷۱/ اگست، ۱۸۹۱ء، مطبوعہ ''مباحثہ راولپنڈی'' صفحہ ۱۴۵۔ اس میں فرماتے ہیں:

> ''اسلام میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا یہ نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ وہ براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔''

پھر آگے یہ ان کا ایک ''حمامتہ البشرہ'' صفحہ ۳۴۔

مرزا ناصر احمد: ''حمامتہ البشرہ''۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی، صفحہ ۳۴، از مرزا غلام احمد قادیانی۔ اس میں وہ فرماتے ہیں...... یہ جو ہے ناں اس پر ایک اور بھی ہے حوالہ اس کا، شاید، یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ''روحانی خزائن'' جلد ۷، صفحہ ۲۰۰۔

مرزا ناصر احمد: ۲۰۰۔

جناب یحییٰ بختیار: ۲۰۰ جی، two hundred، اس میں فرماتے ہیں کہ:

> ''کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم صاحب فضل نے ہمارے نبی کا بغیر کسی استثناء خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لیے اس کی تفصیل اپنے قول لا نبی بعدی میں واضح طور پر فرمائی۔ اور اگر ہم اپنے نبی کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے۔ اور یہ صحیح نہیں جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے ہمارے رسول کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے

درآں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرما دیا''۔

پھر آگے یہ ایک اور حوالہ اسی قسم کا ہے کہ:

''آنحضرت نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا......''

مرزا ناصر احمد: یہ دوسرا حوالہ کہاں کا ہے؟

جناب یحییٰ بختیار: اب یہ جی میں...... یہ ہے صفحہ ۲۱۸۔۲۱۷ حاشیہ۔ ''کتاب البریہ'' روحانی خزائن، جلد ۱۳۔

مرزا ناصر احمد: ''کتاب البریہ''۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی، صفحہ ۲۱۸۔۲۱۷۔

مرزا ناصر احمد: جی (اپنے وفد کے ایک رکن سے) نوٹ کر لیں۔

جناب یحییٰ بختیار:

''آنحضرت نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت پر کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف جس کا (ہر) لفظ قطعی ہے اپنی آیت ولکن الرسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبیؐ پر نبوت ختم ہو چکی ہے''۔

پھر یہ ایک اور حوالہ میں پڑھتا ہوں......

مرزا ناصر احمد: جی۔ یہ اس کا حوالہ پہلے لکھوا دیں تا کہ رہ نہ جائے۔ نہیں، نہیں......

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی۔ یہ جی ''روحانی خزائن'' وہ میں لکھوا چکا ہوں۔ وہ پھر لکھواؤں آپ کو؟

مرزا ناصر احمد: نہ، نہ، نہ، وہ لکھ لیا۔

جناب یحییٰ بختیار: یہ جو پڑھ رہا ہوں......

مرزا ناصر احمد: ہاں، جواب نیا پڑھنے لگے ہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: یہ ہے جی ‘‘روحانی خزائن’’ جلد ۲۰، صفحہ ۴۱۲۔

مرزا ناصر احمد: ‘‘روحانی خزائن’’ جلد ۲۰، صفحہ ۴۱۲۔

جناب یحییٰ بختیار:

> ‘‘اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں......’’

اب دوسرا اسٹیج آ گیا۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار:

> ‘‘۔۔۔شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے، مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔’’

مرزا ناصر احمد: یہ جو میں نے سر ہلایا تھا، وہ ‘‘دوسرے سٹیج’’ پر نہیں ہلایا، یعنی میں اس سے نہیں متفق۔

جناب یحییٰ بختیار: آپ گستاخی نہ سمجھیں، مرزا صاحب! میں......

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: ......اس کی stages میں بتا رہا ہوں۔

مرزا ناصر احمد: ٹھیک ہے یہ آپ بتا دیں سارے۔ کل مسئلہ حل کریں گے، انشاء اللہ یہاں بیٹھ کر۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں پھر ایک اور ہے جی:

> ‘‘نبی کے لفظ......’’

یہ پہلے حوالہ یہ ہے جی ''روحانی خزائن'' یہ بھی جلد ۲۰، صفحہ ۴۰۱۔

مرزا ناصر احمد: چار سو......؟

Mr. Yahya Bakhtiar: Four hundred and one.

Mirza Nasir Ahmad: Four hundred and one.

جناب یحییٰ بختیار:

''نبی کے لفظ سے اس زمانے کے لیے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ ومخالب الہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لیے مامور ہو۔ یہ نہیں کہ کوئی دوسری شریعت لاوے کیونکہ شریعت آنحضرتؐ پر ختم ہے۔''

پھر ہے جی ''روحانی خزائن'' جلد ۲۰، وہی والی، ۳۲۷ صفحہ۔

مرزا ناصر احمد: ۳۲۷۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی، Three twenty Seven:

''......تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ تک پہنچانے کے لیے خدا کے انبیاء وقتاً فوقتاً آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے اور اس کے اس قدیم قانون کو توڑ دو گے۔''

اب ایک اور حوالہ جی ''روحانی خزائن'' جلد ۲۱، صفحہ ۳۰۶۔

مرزا ناصر احمد: جی۔

جناب یحییٰ بختیار:

''یہ تمام بدقسمتی اس دھوکہ سے پیدا ہوتی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا کے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ و

مخاطبہ الٰیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لیے ضروری نہیں۔ اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ صاحب تشریع رسول......''

کوئی لفظ ہے جی، وہ مٹ گیا ہے کچھ۔

مرزا ناصر احمد: ٹھیک ہے، وہ دیکھ لیں گے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، وہ حوالہ آپ دیکھ لیں۔

Mr. Chairman: The rest for tomorrow.

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, two, three are more; I will read so that.....

مرزا ناصر احمد: آپ صرف کتابوں کے صفحے لکھوا دیں۔

جناب چیئرمین: صرف کتابوں کے صفحے لکھوا دیں، صبح پڑھ لیں پھر۔

جناب یحییٰ بختیار: وہ ہے جی، پھر یہ ہے ''روحانی خزائن'' جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۰۔۹۹۔

Ninty-nine and hundred.

مرزا ناصر احمد: جی ٹھیک ہے۔ اگلا صفحہ؟

جناب یحییٰ بختیار: پھر ہے جی ''روحانی خزائن'' یہ بھی Volume 22، صفحہ 406 اور 407۔

پھر یہ ''روحانی خزائن'' جلد ۱۸، صفحہ ۳۸۱۔

مرزا ناصر احمد: جی۔ نہیں، لکھ لیا؟ ٹھیک ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: پھر ہے ''روحانی خزائن'' جلد ۲۲، صفحہ ۱۰۰۔

پھر یہ ''روحانی خزائن'' جلد ۱۸، صفحہ ۲۱۱۔۲۱۰۔

مرزا ناصر احمد: ۱۱۔۲۱۰۔

جناب یحییٰ بختیار: ''روحانی خزائن'' جلد ۲۱، صفحہ ۱۱۸۔۱۱۷:

''روحانی خزائن'' جلد۱۸، صفحہ۲۳۱۔ Two thirty-one۔

''روحانی خزائن'' جلد۲۲، صفحہ۲۲۰۔

مرزا ناصر احمد: ۲۲، ۲۲۰۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی۔

''فتاویٰ احمدیہ'' جلد اول، صفحہ۱۴۹ One Four Nine۔

مرزا ناصر احمد: یہ کس کی لکھی ہوئی کتاب ہے؟

جناب یحییٰ بختیار: ''فتاوی احمدیہ'' جلد اول۔ مجھے نہیں...... وہ معلوم کر لیں گے، یہاں ہے میرے پاس۔

مرزا ناصر احمد: ہاں۔ نہیں، میرا مطلب صرف یہ بتانا تھا کہ یہ بانی سلسلہ کی کتاب نہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہ، نہ ہو گی، مگر اس میں شاید کوئی extract ہو یا کوئی چیز ہو۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، اگر وہ حوالہ ہو تب تو ٹھیک ہے......

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، وہ نکال کے دکھا دیں گے۔

مرزا ناصر احمد: ...... ورنہ وہ ضبط ہو جائے گا، کیونکہ پہلے سارے حوالے ان کے ہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں۔

پھر وہ شعر تو آپ دیکھ چکے ہیں، ہم سب بھی دیکھ چکے ہیں، یہ ہے۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے۔

وہ شعر جو ہے ناں، وہ بھی ''روحانی خزائن''......

مرزا ناصر احمد: ہاں، یہ ''درثمین'' فارسی میں سے نکل آئے گا۔

جناب یحییٰ بختیار: ...... جلد۱۸، صفحہ۴۷۷۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، نہیں، یہ شعر لکھ لیتے ہیں، وہ دوسری میں سے نکل آئے گا۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، یہ یہاں بھی دیئے ہوئے ہیں۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، میرا مطلب یہ ہے کہ دو کتابوں کے مختلف ریفرنس ہیں ناں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، یہ ''روحانی خزائن'' سے زیادہ ہیں، اس واسطے میں اسی......

مرزا ناصر احمد: ہاں، جی، آپ تو ٹھیک فرما رہے ہیں۔ (اپنے وفد کے ایک رکن کی طرف اشارہ کر کے) ان کو میں نے یہ کہا ہے کہ مصرع لکھ لیں۔ تو یہ مصرع ہم نکال لیں گے جہاں بھی ہو۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں۔

آں چہ داد ست ہر نبی را جام۔

''روحانی خزائن'' جلد ۱۸، صفحہ ۳۸۲۔

Mirza Nasir Ahmad: Three hundred and eighty-two.

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, eighty-two.

''روحانی خزائن'' جلد ۱۸، صفحہ ۳۸۲۔۳۷۶۔

''پھر ''روحانی خزائن'' Volume 22، جلد ۲۲ اور صفحہ ۱۵۲۔ One fifty two.
That's all, Sir. I have left quite a few out.

مرزا ناصر احمد: اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا، کیونکہ کام بہت سا کرنا ہے اور اس وقت دس بج چکے ہیں، گھر پہنچنے تک ساڑھے دس ہو جائیں گے، کھانا وغیرہ کھانا ہے، پھر رات کے بھی بہت سارے فرائض ہوتے ہیں۔ تو اگر کل ذرا دیر بعد ہو جائے تو یہ کام ختم کر کے لے آئیں ہم۔ ایک درخواست ہے۔

Mr. Yahya Bakhtiar: We meet at 10.30.

Mr. Chairman: Half Past Ten.

Mr. Yahya Bakhtiar: At half Past Ten we will meet.

Mirza Nasir Ahmad: 11.00 بہت کام ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: وہ گیارہ ہو جائے گا۔ آپ......

مرزا ناصر احمد: ہاں، وہ ’’ہو جائے گا‘‘ والا ٹھیک ہے پھر۔ مشکل یہ ہے کہ ہمیں اپنے وقت پر آنا پڑتا ہے۔

Mr. Chairman: The Delegation can come at 11.00? at 11.00.

Mr. Yahya Bakhtiar: At 11.00.

مرزا ناصر احمد: ہاں، شکریہ جی، یہ ٹھیک ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: یہ ہے، یہ دیکھیں، آپ کا ’’مجموعہ‘‘ فتویٰ احمدیہ، جلد اول......

مرزا ناصر احمد: ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار:

’’ارشادات امام جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی۔ یہ مولوی فضل خان احمدی‘‘۔

مرزا ناصر احمد: ہاں جی، اس میں......

جناب یحییٰ بختیار:

’’مولوی فضل خان احمدی‘‘۔

مرزا ناصر احمد: ہاں جی، میں سمجھ گیا ہوں، اس میں ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اس صفحے پر اگر کوئی حوالہ دیا ہوا ہے تو اصل میں حوالہ موجود ہے یا نہیں۔

جناب یحیٰی بختیار: مرزا صاحب مجھے تو جو ملتا ہے ناں......

مرزا ناصر احمد: ٹھیک ہے، نہیں بالکل ٹھیک ہے جی۔

جناب یحیٰی بختیار: تو آپ چیک کرلیں۔

(The Delegation left the Chamber)

Mr. Chairman: The honourable members will keep sitting.

Reporters can go; They can leave also.

[The Special Committee of the Whole House subsequently adjourned to meet at half past ten of the clock, in the morning, on Saturday, the 24th August, 1974.]
